فہرست مضامین

نمبر ۲۴ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۵ء مطابق ۶ جمادی الاوّل ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کفر بالرسول کی عبرۃ انگیز سزا یا ایک اہلحدیث کی پردہ دری

خدا کے مرسل کے انکار سے سلب ایمان ہی نہیں ہوتا علم۔ عقل۔ دانائی سب ہی کچھ چھن جاتا ہے۔ یہ مولوی ملّا ہمیشہ درسی کتابیں پڑھتے پڑھاتے تھے بکثرت سے ان میں کتابیں رسالے فتوے لکھتے لکھاتے تھے کبھی نہ کسیکو شبہ گذرا اور نہ یقین تھا کہ یہ لوگ عربی زبان سے ناآشنا ہیں۔ بدبختوں نے غیرۃ اللہ خلیفۃ اللہ سے شقاوۃ ازلی کی تحریک سے لڑائی شروع کردی اور جو ملمع غرۃ تباہ بیٹھے تھے اُس کی قلعی اُتروا کر پردہ دری کرالی۔

بدقسمتی سے مولوی بٹالوی اپنے رسالہ میں لکھ بیٹھا کہ حضرۃ خلیفۃ اللہ مسیح موعود (صلوات اللہ علیہ وسلامہ) عربی زبان نہیں جانتے۔ خدا تعالےٰ کی غیرت کب روا رکھ سکتی تھی کہ اُس کا نبی زمینی کیڑوں کی نیش زنی کا ہدف بنے۔ اسکی توفیق اور فضل سے حضرت مرسل اللہ نے عربی زبان میں کئی کتابیں لکھ ڈالیں اور اُن کے مقابلہ کے لیے تحدی کی۔ اب ملّا بٹالوی بطرح پکڑے گئے۔ چاروں طرف سے مطالبے شروع ہوے کہ ان کا جواب لکھو ورنہ مرزا کی سچائی پر مُہر لگتی اور احمدیت کا کبھی نہ بند ہونے والا باب کُھلتا ہے۔ بدنصیب ناعاقبت اندیش کو یہ توفیق کہاں کہ عربی لکھنے سے عجز و قصور کا اعتراف کرتا۔ گذری ہوئی زندگی میں ہی کوئی سطر دو سطر کا نمونہ ہوتا تو اُسے پیش کرنے پر کفایت کرتا اور لوگوں کے آنسو پونچھتا آخر اس موت کے کڑوے پیالہ کو تلخ کام دہن سے یوں ٹالا کہ "میں مرزا کی عربی کا جواب کیا لکھوں وہ تو سر تا سر غلطیوں سے بھری ہوئی ہوتی ہے۔ اور غلطی کا نمونہ یہ پیش کیا کہ انہوں

نے عجبت کا صلہ لام لکھا ہے اور من چاہیے تھا اس کے جواب میں دیوان عرب اور احادیث سے اُسے دکھایا گیا کہ عجبت کا صلہ لام بھی آیا ہے۔ یہ سارے واقعات الحکم میں شائع ہو گئے۔ جن جن لوگوں نے الحکم پڑھا دانتوں میں انگلی دبا کر حیران سے ہو گئے کہ آہی اس مولوی کے علم اور عقل کو کیا ہو گیا ہم تو اسکے بڑا مولوی سنتے تھے۔ اس کارروائی سے ہمیں یقین ہو گیا کہ بٹالوی مولوی کا یہ نکال و وبال کم سے کم نئے ہم اصلوں یا بروزوں یا مثیلوں کے لیے تو ضرور عبرت کا موجب ہوگا۔ مگر نہیں اس کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد سکا روحانی فرزند یا بروز ثناء اللہ امرتسری یہ جھگڑا لے بیٹھا کہ مرزا صاحب نے یرد کا صلہ علیٰ لکھا ہے اور اِلیٰ ہونا چاہیے۔ اسپر جب اُس نادان متکبر کی پردہ دری ہوئی دشمنوں کو بھی اُسپر ترس آتا تھا اس کے بعد ہمنے قطعی فیصلہ کر لیا کہ اب ان سبک سر جلد بازوں کو کافی سزا مل چکی ہے آیندہ کوئی بات سوچ سمجھ کر مُنہ سے نکالیں گے۔ مگر اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ کو بھی تو کارگذاری کے لیے ہمیشہ موقع ملتے رہنا چاہیے اسے آئے دن کوئی نہ کوئی شکار مل ہی جاتا ہے۔ آج مولوی ابراہیم سیالکوٹی اسکے ہتھے چڑھ گئے ہیں اور کہاں جا مارا اٹاوہ میں۔

اٹاوہ میں ہماری چھوٹی سی جماعت ہے۔ اُس جماعت کے لائق مخلص کارکن سید صادق حسین صاحب مختار عدالت نے چار روز ہوے مجھے لکھا کہ یہاں مولوی ابراہیم سیالکوٹی تشریف لائے ہیں کسی تقریب سے ملاقات ہوئی اور ادھر اُدھر کی باتیں درمیان آئیں۔ سید صاحب فرماتے ہیں میںنے مولوی صاحب سے کہا آپ لوگوں نے حضرت اقدس کی پر تحدی اتمام کا کوئی جواب ابتک کیوں نہیں لکھا۔ مولوی صاحب نے فرمایا جواب کیا لکھیں وہ تو غلط عربی لکھتے ہیں۔ میںنے کہا آپ بھی کچھ لکھدیتے مقابلہ کے بعد مرزا صاحب کی غلطیاں اور آپ کی کتاب کی پاکیزگی اور صحت باطل اور حق میں امر فارق ہو جاتی۔ مولوی صاحب نے جوش میں آکر کہا کہ مرزا صاحب نے آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۵۶۴ میں لکھا ہے وَاَحَاطَ عَلیٰ رُوحِہٖ۔ احاط کا صلہ علیٰ ایسی کھلی غلطی ہے کہ اس کا مرتکب خوفناک الزام کے نیچے ہے اور کوئی مرزائی اسکا جواب قیامت تک نہیں دیسکے گا۔ احاط کا صلہ ب آیا کرتا ہے۔

علم قانون قدرت ہے کہ جو لوگ خدا کی طرف سے آتے ہیں وہ دنیا کو ترک کرتے ہیں اس سے یہ مراد ہے کہ وہ دنیا کو اپنا مقصود اور غایت نہیں ٹھیراتے اور دنیا ان کی خادم اور غلام ہو جاتی ہے۔ جو لوگ برخلاف اسکے دنیا کو اپنا اصل مقصود ٹھیراتے ہیں خواہ وہ دنیا کو کسی قدر بھی حاصل کر لیں مگر آخر ذلیل ہوتے ہیں۔

سچی خوشی اور اطمینان اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے عطا ہوتا ہے یہ مجرد دنیا کے حصول پر منحصر نہیں ہے اسلئے ضروری امر ہے کہ ان اشیاء کو اپنا معبود نہ ٹھیراؤ اللہ تعالےٰ پر ایمان لاؤ اور اسی کو یگانہ و یکتا معبود سمجھو۔ جب تک انسان ایمان نہیں لاتا کچھ نہیں۔ اور ایسا ہی نماز روزہ میں اگر دنیا کو کوئی حصہ دیتا ہے تو وہ نماز و روزہ اسے منزل مقصود تک نہیں لے جا سکتا بلکہ محض خدا کے لئے ہو جاوے۔

ان صلواتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین کا سچا مصداق ہو تب مسلمان کہلائیگا۔ ابراہیم کیطرح صادق اور وفادار ہونا چاہئے۔ جسطرح پر وہ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے پر آمادہ ہو گیا اسی طرح انسان ساری دنیا کی خواہشوں اور آرزوؤں کو جب تک قربان نہیں کر دیتا کچھ نہیں بنتا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جب انسان اللہ تعالےٰ پر ایمان لاتا ہے اور اللہ تعالےٰ کیطرف اسکو ایک جذبہ پیدا ہو جاوے اسوقت اللہ تعالےٰ خود اسکا متکفل اور کارساز ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ پر کبھی بدظنی نہیں کرنی چاہئے۔ اگر نقص اور خرابی ہوگی تو ہم میں ہوگی۔ پس یاد رکھو کہ جب تک انسان خدا کا نہ ہو جاوے بات نہیں بنتی اور جو شخص اللہ تعالےٰ کیلئے ہو جاتا ہے اسمیں شتابکاری نہیں رہتی۔ مشکل یہ ہے کہ لوگ جلد گھبرا جاتے ہیں اور پھر شکوہ کرنے لگتے ہیں۔

سائل۔ ابتدائی منزل اس مقصد کے حصول کی کیا ہے۔

حضرت اقدس۔ ابتدائی منزل یہی ہے کہ جسم کو اسلام کا تابع کرے جسم ایسی چیز ہے جو ہر طرف لگ سکتا ہے۔ تعادل زمینداروں کو کون سکھاتا ہے جو جیٹھ ہاڑ کی سخت دہوپ میں باہر جا کر کام کرتے ہیں۔ اور سخت سردیوں میں آدہی آدہی رات کو اٹھکر باہر جاتے اور ہل چلاتے ہیں۔ پس جسم کو جس طریق پر لگاؤ اسی طریق پر لگ جاتا ہے ہاں اسکے لئے ضرورت ہے عزم کی کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ مٹی کہایا کرتا تھا۔ بہت تجویزیں کی گئیں مگر وہ باز نہیں رہ سکتا تھا۔ آخر ایک طبیب آیا اور اوس نے دعوےٰ کیا کہ میں اسکو روک دونگا۔ چنانچہ اس نے بادشاہ کو مخاطب کر کے کہا۔ ایہا الملک این عزم الملوک

یعنی اے بادشاہ وہ بادشاہوں والا عزم کہاں گیا؟ یہہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ اب میں مٹی نہیں کہاؤنگا۔ پس عزم مومن بہی تو کوئی چیز ہے۔

سائل۔ عزم کرنے تو آپ کی کیا ضرورت ہے۔

حضرت اقدس۔ بات یہ ہے کہ جب نفوس صافیہ کا جذب ہوتا ہے تو ممد و معاون بہی پیدا ہو جاتے ہیں۔ صحابہ کے دل اچھے تھے تو اللہ تعالےٰ نے اون کے لئے ایک رسول بہی پیدا کر دیا۔

ایسا ہی کہتے ہیں کہ مکہ سے جو مدینہ کی طرف ہجرت کی اس میں بہی یہی سر تہا کہ وہاں کے اصلاح پذیر قلوب کا ایک جذب تہا۔

"مسیح موعود اور خدا پر ایمان"

---

۲۶ - جون ۱۹۰۵ء کی صبح کو جناب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب نے جو سلسلہ عالیہ کی تبلیغ کے لئے جو ایک خاص جوش اپنے دل میں مخفی رکہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جس طرح ممکن ہو یہ تبلیغ ہر ملک۔ ہر قوم اور ہر زبان میں ہو جاوے۔ حضرت حجۃ اللہ کے حضور جاپان میں تبلیغ سلسلہ کے سوال کو چھیڑا۔ اس بنا پر کہ جاپان اسوقت سب کی نظروں میں ایک خاص مرکز ہو رہا ہے عیسائی لوگ کوشش کر رہے ہیں کہ عیسائیت کا پرچم وہاں لہرائے آریا اپنی ازم کی اشاعت کے لئے جاپان کو وسیع میدان سمجھتے ہیں ان حالات کو مد نظر رکہکر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت کا جوش رکہنے والا دل خاموش نہیں رہ سکتا تہا اور نے حضرت حجۃ اللہ کے حضور اس سوال کو چھیڑا۔ میں خود اس موقعہ پر موجود نہ تہا۔ حضرت مخدوم الملۃ نے مجھے وہ حالات سنائے اور مکرمی ایڈیٹر بدر نے (جہانتک ان کا حافظہ اور قلم ان کلمات کو محفوظ کر سکا جو حضرت قدس کے مونہہ سے نکلے) وہ شایع کئے ہیں اسلئے میں بدر سے وہ مختصر تقریر درج ذیل کرتا ہوں اور درج کرنے سے پہلے اتنا اور کہنا چاہتا ہوں کہ جب جاپان اور روس کی لڑائی شروع ہوئی ہے اور ابہی کوئی میدان جاپان نے نہیں مارا تہا۔ حضرت اقدس کو ایک الہام ہوا تہا۔ ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت۔ اس الہام کو ہماری جماعت کا بہت بڑا حصہ جانتا ہے۔ خصوصاً وہ لوگ جو دار الامان میں رہتے ہیں میری غفلت سے یہ اخبار میں پہلے شایع نہیں ہو سکا۔ اسوقت میری غرض اس الہام کے اندراج سے یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ عالیہ کے ساتہہ اس مشرقی طاقت کو کوئی مناسبت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ایڈیٹر

۲۶ - جون ۱۹۰۵ء ایک دوست نے تحریک کی کہ جاپان میں تہذیب کی بہت ترقی ہوئی ہے اور عیسائی لوگ اسبات کی کوشش کر رہے ہیں کہ تمام جاپانی عیسائی ہو جائیں آریوں نے بہی لاہور میں جاپانی زبان سیکہنے کے واسطے ایک مدرسہ قایم کیا ہے اور جاپان میں کئی آدمی بہیجے ہیں۔ اگر مناسب ہو تو سلسلہ حقہ کی اس ملک میں اشاعت کے واسطے تجویز کیجاے۔

اسپر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ہر نبی اور رسول کا آخری زمانہ اسکے سلسلہ کی نصرت کا وقت ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت کا پہلا بہت سا حصہ مصائب اور تکالیف میں گذرا تہا اور فتوحات اور نصرت کا زمانہ آپ کی عمر کا آخری حصہ ہی تہا۔ ہم بہی اپنی عمر کا بہت سا حصہ طے کر چکے ہیں اور زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اب خدا کے وعدوں کے پورے ہونے کے دن ہیں ہماری حالت وہ ہے کہ عدالت میں مدت سے کسی کا مقدمہ پیش ہے اور اب فیصلہ کے دن قریب ہیں ہمیں مناسب نہیں کہ اور طرف توجہ کر کے اس فیصلہ میں گڑبڑ ڈال دیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اب اس فیصلہ کو دیکہہ لیں۔ اس ملک میں جو جماعت طیار ہوئی ہے ابہی تک وہ بہی بہت کمزور ہے بعض ذرا سے ابتلا سے ڈر جاتے ہیں اور لوگوں کے سامنے انکار کر دیتے ہیں اور پہر بعد میں ہم کو خط لکہتے ہیں کہ ہمارا انکار دلی نہیں ہے۔ گو ایسے لوگ اس آیت کی ذیل میں آجاتی ہیں من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان تاہم جن کے دلوں میں حلاوت ایمانی پورے طور سے بیٹھہ جائے وہ ایسا فعل نہیں کر سکتے فی الحال موجودہ معاملات میں ہی توجہ اور دعا کی بہت ضرورت ہے اور ہم خدا پر بہروسہ رکہتے ہیں کہ معاملہ دور جانے والا نہیں۔ ایسے معاملات میں آریوں کے ساتہہ ہماری کوئی مناسبت نہیں ہو سکتی وہ قوم کو بڑہانا چاہتی ہیں اور ہم دنیا میں تقویٰ اور نیکی کو قایم کرنا چاہتے ہیں اگر ہم آریوں کی نقل کرنا چاہیں تو اون کی پیروی ہمارے لئے منحوس ہوگی اور ہم کو وحی کرنیوالے گویا وہی ٹھیرینگے اگر خدا تعالےٰ جاپانی قوم میں کسی تحریک کی ضرورت سمجھے گا تو خود ہمکو اطلاع دیگا۔ عوام کے واسطے امور پیش آمدہ میں استخارہ ہوتا ہے اور ہمارے واسطے استخارہ نہیں جب تک پہلے سے خدا تعالےٰ کا منشا نہ ہو ہم کسی امر کی طرف توجہ کر ہی نہیں سکتے ہمارا دار و مدار خدا تعالےٰ کے حکم پر ہے انسان کی اپنی کی ہوئی باتوں میں اکثر ناکامی ہی حاصل ہوتی ہے۔ اگر خدا چاہیگا تو اوس ملک میں طالب اسلام پیدا کرے گا جو خود ہماری طرف توجہ کرینگا۔ اب آخری زمانہ ہے ہم فیصلہ سننے کے انتظار میں ہیں۔ ہاں سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ میں اپنی جماعت کے سب لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ دن بہت نازک ہیں خدا سے ہراسان و ترسان رہو ایسا نہ ہو کہ سب کیا ہوا برباد ہو جاوے اگر تم دوسرے لوگوں کی طرح بنوگے تو خدا تم میں اور ان میں کچھہ فرق نہ کریگا اور اگر تم خود اپنے اندر نمایاں فرق پیدا نہ کروگے تو پہر خدا بہی تمہارے لئے کچھہ فرق نہ رکہے گا عمدہ انسان وہ ہے جو خدا کی مرضی کے مطابق چلے ایسا انسان ایک بہی ہو تو اوس کی خاطر ضرورت پڑنے پر خدا ساری دنیا کو بہی غرق کر دیتا ہے۔ لیکن اگر ظاہر کچھہ اور ہو اور باطن کچھہ اور تو ایسا انسان منافق ہے اور منافق کافر سے بدتر ہے سب سے پہلے دلوں کی تطہیر کرو۔ مجھے سب سے زیادہ اسبات کا خوف ہے۔ ہم نہ تلوار سے جیت سکتے ہیں اور نہ کسی اور قوت سے۔ ہمارا ہتہیار صرف دعا ہے۔ اور دلوں کی پاکیزگی۔ اگر ہم اپنے آپ کو درست نہ کرینگے تو ہم سب سے پہلے ہلاک ہونگے اگر خدا نہ چاہے تو جاپان میں کیا رکہا ہے ہاں زبان سیکہنے میں کوئی حرج نہیں داشتہ آید بکار۔ اگر ہمیں خدا کا حکم ہو تو پہر زبان سیکہنے کے آج ہی چل پڑیں ہم ایسے معاملات میں کسی مشورہ پر نہیں چل سکتے خدا کے منشاء کے قدم بقدم چلنا ہمارا کام ہے۔

یکم جولائی ۱۹۰۵ء۔ کچھہ بیماریوں کا ذکر تہا فرمایا میرا مذہب بیماریوں کے دعا کے ذریعہ سے شفا کے متعلق ایسا ہے کہ جتنا میرے دل میں ہے اتنا میں ظاہر نہیں کر سکتا۔ طبیب ایک حد تک چلکر ٹھہر جاتا ہے اور مایوس ہو جاتا ہے مگر اوس کے آگے خدا دعا کے ذریعہ سے راہ کہولدیتا ہے۔ خدا شناسی اور خدا پر توکل اسی کا نام ہے کہ جو حدیں لوگوں نے مقرر کی ہوئی ہیں اون سے آگے نکلکر جا پیدا ہو۔ ورنہ اس میں تو آدمی زندہ ہی مرجاتا ہے۔ اسی جگہ سے اللہ تعالےٰ کی شناخت شروع ہو جاتی ہے مجھے ایسے معاملات میں مولوی رومی کا ایک شعر بہت پسند آیا ہے ؎

ایکہ خواندی حکمت یونانیان

حکمت ایمانیان راہم بخوان

عام لوگوں کے نزدیک جب کوئی معاملہ یاس کی حالت تک پہونچ جاتا ہے خدا تعالےٰ اندر ہی اندر تصرفات شروع کرتا ہے اور معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔

دعا کے واسطے بہت لوگوں کے خطوط آتے ہیں ہر ایک کے لئے جو دعا کے واسطے لکہتا ہے دعا کرتا ہوں لیکن اکثر لوگ دعا کی اصل فلاسفی سے ناواقف ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ دعا کے ٹھیک ٹھکانہ پر پہونچنے کے واسطے کسقدر توجہ اور محنت درکار ہے دراصل دعا کرنا ایک قسم کی موت کا اختیار کرنا ہوتا ہے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱ - اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے اہل بیت اور بزرگان ملت کی صحت الحمد للہ اچھی ہے - گرمی بڑی شدت سے پڑ رہی ہے - خفیف سا ترشح ہوا تھا جس سے ہوا مین عارضی خنکی ہوئی تھی مگر پھر امساک بارش کیوجہ سے وہی حبس اور تلخی ہے اللہ تعالےٰ اپنے عاجز بندون پر رحم فرما دے -

۲ - سنّور - لودہیانہ - لاہور - ملتان - بھیرہ - لائل پور - اور دوسرے مقامات سے اکثر احباب نے حاضر ہو کر شرف نیاز حاصل کیا جن مین سے مولوی الہ دین صاحب لودہانوی واعظ دانصار بھی ہین -

۳ - رویا : - ۲ - جولائی ۱۹۰۵ء دیکھا کہ ایک بڑا دریا ہے اوس مین سے کوئی چیز نکلی جس مین سے شعلے نکلتے ہین اور ہمارے سامنے ہوئی جیسا کہ دریا بطور تحفہ کے کوئی چیز ہمارے آگے پیش کش کرتا ہے وہ چیز ہمنے لے لی تو وہ ایک ٹوپی تھی جسکو ہمنے سر پر رکھ لیا اوس کے بعد دریا نے ایک اور چیز پیش کی جو ایک جبغہ کی شکل مین تھی وہ بھی ہمنے لے لی -

فرمایا دریا سے مراد کوئی بڑا بادشاہ یا دریا کی مانند کوئی اور ذی شان آدمی یا کوئی بڑا اہل علم وفضل وکمال ہوتا ہے اور اوسکے تحفہ دینے سے مراد حلقہ خادمون مین داخل ہونا یا معتقد ہونا یا مالی خدمت کرنا یا کسی غرض کے لئے رجوع لانا ہے واللہ تعالیٰ اعلم -

ریمارک

المنصور - یہہ ایک ماہوار رسالہ ہے کہ جو دہلی سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تائید مین بابو محمد اسماعیل صاحب نقشہ نویس قریبًا دو سال سے شائع کر رہے ہین - مینے اسکا ایک نمبر حضرت حکیم الامۃ کے پاس دیکھا ہے - **المنصور** ایک قابل قدر پرچہ ہے جس مین بعض مفید کتابین بھی سلسل چھپ رہی ہین امنین سے ایک کتاب اسرار الاناجیل بھی ہے - اس پرچہ کے ذریعہ منشی محمد اسماعیل صاحب مبائعین کے حالات لکھنے کا بھی ارادہ رکھتے ہین جو ایک مفید اور ضروری کام ہے - یہہ رسالہ قلیل القیمت اور کثیر المنفعت ہے - میری رائے مین احباب کو ایسے مفید رسالون کی مدد کرنی چاہیئے - قیمت سالانہ صرف عہ اور طالب علمون اور غربا سے صرف ۱۲ آنہ ہے -

کلمۃ الفصل - ایک بیس صفحہ کا عربی رسالہ ہے جسکا اردو ترجمہ بھی ساتھ ہے مولوی غلام رسول صاحب ساکن راجیکے نے لکھا ہے اور عبدالحی عرب نے چھاپا ہے دہی ارپاسے فروخت کرتے ہین مینے ابھی تک اسے پڑھا نہین -

شیرازۂ قوم

۱ - مین نے جو فردین الحکم کے ذریعہ شائع کی ہین وہ اکثر آرہی ہین - بعض احباب پوچھتے ہین کہ ایک جگہ کی جو احباب بسلسلہ ملازمت باہر ہین کیا انکے نام اسی شہر یا گاؤن کی فرد مین درج کرین ؟ میری رائے مین اسی گاؤن کی فرد مین درج ہونے چاہئین -

۲ - چودہری مولابخش صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ پوچھتے ہین کہ چیک متفرق طور پر فردین بھیجی گئی ہین اور پہلے ضلعوار ایک ایک آدمی تجویز کیا گیا تھا کہ کل ضلع کی فرد بنا کر بھیجے تو اسطرح گڑبڑ ہو جائیگی - مین جوابًا عرض کرتا ہون کہ بدقسمتی سے ابھی احباب مین کام کرنے کی روح پیدا نہین ہوئی - بجز آپ کے مولوی عزیز بخش صاحب چودہری غلام احمد خانصاحب اور چودہری غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر میان رحمت اللہ صاحب اور کسی نے اس کام مین قدم رکھنے کا نام تک نہین لیا پھر مین کس امید پر ضلعوار فردون ہی پر اکتفا کرتا - آپ اس نتیجہ کو سن کر حیران ہونگے - پس آپ تو اپنے ضلع کی مکمل فرد طیار کر کے بھیجین -

سرکاری خبرین

(مندرجہ ذیل خبرین سول سکرٹریٹ آفس کی دفتر الحکم کو بھیجی گئی ہین - ایڈیٹر)

خان بہادر خان عبدالغفور خانصاحب - خان زیدا - ڈویژنل جج جہلم کو یکم جولائی سے ۲ ماہ کی رعائتی اور اوس کے سلسلہ مین تعطیل ماہ ستمبر کی اول پندرہ یوم کی رخصت عطا ہوئی -

کپتان بی - ار - روصاحب - عارضی اڈیشنل ڈویژنل وسشن جج سیالکوٹ مشارٌالیہ کی جگہ کام کرینگے - خان بہادر خان عبدالغفور خان صاحب کے رخصت سے واپس آنے پر کپتان روصاحب بطور عارضی اڈیشنل وسشن جج جہلم مین مامور رہینگے -

ڈبلیو - اے - بی - روسگنول صاحب جو آجکل جہلم مین بطور عارضی اڈیشنل ڈویژنل جج کام کرتے ہین ماہ جولائی کے اختتام کے قریب دہلی مین ایس - ایل - ٹی - کلفرڈ صاحب ڈویژنل جج کی جگہ بعہدہ اسماہ روانہ

کو ملازمت سے سبکدوش ہونگے تبدیل کر دئے جائینگے -

سی - ایم کنگ صاحب ڈپٹی کمشنر امرتسر کو ۲۱ جولائی سے ۶ ہفتہ کی رعائتی رخصت عطا ہوئی اور جے بی طامس صاحب کے رخصت سے واپس آنے پر ایچ - ایس ولیمسن صاحب جو آجکل کرنال مین قایم مقام ڈپٹی کمشنر ہین کنگ صاحب کی جگہ قایم مقام ڈپٹی کمشنر امرتسر مقرر کئے جائینگے -

ایچ - ای - اے ویکفیلڈ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر انبالہ ۱۵ جولائی ۱۹۰۵ء تک رخصت سے واپس آکر ہوشیارپور مین تعینات کئے جائینگے -

بی - ٹی جیبسن صاحب قایم مقام مہتمم بندوبست گوڑگانوہ نے ۶ جولائی ۱۹۰۵ء سے ۲ ماہ اور ۱۳ یوم کی رعائتی رخصت حاصل کی - جیبسن صاحب کی غیر حاضری کے زمانہ مین شیخ امیرالدین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بندوبست مہتمم بندوبست کے روزمرہ کامون کی سرانجام دہی کیلئے مہتمم بندوبست سے سمجھے جائینگے -

میجر الیف - پوپہم ینگ صاحب مہتمم بندوبست پٹیالہ کو یکم اگست ۱۹۰۵ء سے ۳ ماہ کی رعائتی رخصت عطا ہوئی - لالہ گوری شنکر صاحب نائب مہتمم بندوبست میجر پوپہم ینگ صاحب کی جگہ قایم مقام رہین گے -

الیف - ایچ برٹن صاحب قایم مقام ڈپٹی کمشنر روہتک کو یکم جولائی ۱۹۰۵ء سے ۳ ہفتہ کی رعائتی رخصت عطا ہوئی - منشی بدری پرشاد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر برٹن صاحب کی جگہ قایم مقامی کرین گے -

دستخط آر - اے - میتھیوز
سپرنٹنڈنٹ انچارج پنجاب سول سیکرٹریٹ -

خبرون کا گلدستہ

فارسی قونصل جنرل متعینہ تفلس کا بیان ہے کہ شاہ فارس کو شہنشاہ آسٹریا نے ویانا مین ۴ روز قیام کرنیکو بلایا ہے اور پریذیڈنٹ لوبے نے بھی پیرس مین ۴ روز ٹھہرنیکے لئے عرض کیا ہے - سینٹ پیٹرسبرگ مین شاہ وقت واپس رونق افروز ہو گئے -

شمالی مقدونیا مین برف پگھلنے سے دریا یک لخت برسر طغیانی آگئے - برف کے انبار اس کثرت اور تیزی سے آئے کہ اکثر پلونکو سخت صدمات پہونچے - بعض موقونپر راستے بند ہو گئے - تجارت مسدود ہو گئی -

جاپان کے نزدیک حال مین سمندر سے ایک جزیرہ نمودار ہوا ہے - گذشتہ نومبر مین یہان سے زور کی پھٹر کی آوازین سنائی پڑتی تہین - اور دہوان نکلتا دکھلائی دیتا تھا - دسمبر مین جزیرہ نظر آنے لگا - ابھی یہ جزیرہ ۴ ہزار ۸ سو گز کے محیط کا ہے اسمین ایک قلہ کوہ ۲۴۳ فٹ اونچا ہے - اور ایک گرم پانی کی جھیل بھی ہے -

لارڈ نیوٹن نے برٹش گورنمنٹ اور افغانستان کے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ لارڈ لینسڈون کی رائے مین جو معاہدہ امیر صاحب نے کیا ہے وہ فریقین کے لئے مفید ثابت ہوگا - اور کہا کہ کسی مشرقی تاجدار کے خلاف قدم اٹھانا خالی از غلطی نہ ہوگا -

اس سال مصر مین ۲۳۴۲ طالب علم امتحان مڈل مین شریک ہوئے جنمین سے ۷۰۰ کی سیکنڈ لنگویج فرانسیسی ہے باقی کی انگریزی -

مصری محکمہ اوقاف نے اپنا ایک معتمد مکہ معظمہ روانہ کیا ہے تاکہ مصری فقراء کے تکیہ کی حالت ملاحظہ کر کے اسمین مناسب اضافہ وترمیم کرے - ۵۰۰ ۴ پونڈ سالانہ وظائف فقراء مین بھی بڑہائے ہین - اور ۲۲۰۰ پونڈ بعض مساجد کی مرمت کے لئے منظور کئے ہین -

مصر کے انجنیرنگ کالج کا نتیجہ امسال نہایت عمدہ رہا -

کربلائے معلیٰ مین مرحوم سلطان سلیم کی بنوائی ہوئی حسینیہ نام ایک نہر ہے جسمین دریائے فرات کی طغیانی کا پانی آتا ہے یہ نہر ابتداءً ۲۰ گز چوڑی اور ۱۰ گز گہری ہے اور پانی بکثرت آتا ہے - چونکہ مدتہائے دراز سے بے مرمت پڑی ہے اکثر طغیانی کے وقت ٹوٹ کر باغات وزراعت کو تباہ کرتی رہتی ہے - امسال بھی اسمین طغیانی آئی اور ایسی آئی کہ اہالی کربلا کے روکے کسی طرح نہ رکی - اور پہلوؤن کو توڑ کر پانی ہر چہار طرف امنڈ آیا - صدہا باغات پانی کے زور سے اکہڑ گئے - اور تمام کربلا مین پانی ہی پانی ہو گیا - بہت سی آدمی مر گئے اور بہت سے مکانات گر گئے -

شیراز مین غلہ نہایت گران ہو گیا ہے - اگر بوشہر جیسی تجارتی منڈی سے پے در پے غلہ نہ پہونچے اور نرخ رکا نہ رہے تو غریب بہوکے مر جائین -

افسوس ہے کہ ایران مین روسی اقتدار یہانتک بڑہ گیا کہ خاص ایران کی رعایا حقوق وطن کو فراموش کر کے روسی رعایا کے برابر حقوق حاصل کرنے کے لئے روسی بننے مین پس وپیش نہین کرتی - گیلان کے چند ایرانی تاجرون نے روسی حمایت مین آکر سند حاصل کر لی ہے - والی گیلان نے اگرانہی پامردی سے اس سند کو غلط ثابت کر دیا تو کیا اس سے یہ ضرور نتیجہ نکلتا ہے - کہ ایران مین ایرانیون کے حقوق کی پامالی کی کوئی حد نہین رہتی اور روسی رعایا کو بیش از بیش حقوق حاصل ہین - اسی سے ایرانی تنگ آکر روسی بننا چاہتے ہین -

بالائی برہما مین سخت بارش کیوجہ سے سیلاب آگیا اور مودیلی ریلوی کی لائن ہوین اور ٹانگتی کے مابین ۴ میل تک ٹوٹ گئی - مسافر کشتیون کے ذریعہ سے گذرتے ہین -

وینس مین ایک کاریگر شیشہ کی ٹوپیان ہزارون کی تعداد مین طیار کر رہا ہے - یہ ٹوپیان ریشمی معلوم ہوتی ہین پانی سے

مریضو! مولوی حکیم نورالدین صاحب کے مجربات سے فائدہ اٹھاؤ

میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے ایک شفاخانہ کھولنا چاہا ہے جس میں اصول صحت کی خلاف ورزی کیوجہ سے جو لوگ دکھ اٹھا رہے ہوں ان سے بقدر طاقت ہمدردی کروں میں نے زنبیل کا سفر کیا ہے۔ نہ مجھے کسی ساد ہو اور سنیاسی نے کوئی نسخہ بتایا ہے ہاں مجھے ایک فخر حاصل ہے جو میری رائے میں بہت ہی کم مشتہرین کو حاصل ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ سالہا سال سے میں مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی ثم القادیانی کے مطب میں ان کے ماتحت اور نگرانی میں ہر قسم کے مریضوں کا علاج حکیم صاحب موصوف کی تجویز اور تفہیم سے کرتا رہا ہوں اور اب تک بھی مجھے یہ فخر حاصل ہے بلکہ خصوصیت کے ساتھ بیرونی مریضوں کی خط و کتابت اور ان کے لئے نسخہ جات کا تجویز کرنا بھی میرے ہی سپرد ہے۔ بس جو لوگ حضرت حکیم الامۃ کے طریق علاج اور آپکی طبی تحقیقات اور واقفیت سے واقف ہیں اور میں جانتا ہوں پنجاب میں کوئی جگہ ہوگی۔ جہاں ایسے واقف کار موجود نہ ہوں انکے اتنا کہدینا کافی ہے میرے تجربہ اور اس دعویٰ کی تصدیق خود مولانا ممدوح کی تحریر سے بھی ہوتی ہے۔ اور اب جو میں نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے اس میں بھی میرا اصول یہی ہوگا کہ امراض عامہ جو اسباب عامہ کے ماتحت ہوتی ہیں کا علاج تو ان ہزارہا مرتبہ آزمودہ اور مجرب نسخوں کے ذریعہ ہوگا جو مولوی صاحب کے مطب میں ہمیشہ مستعمل ہوتے ہیں اور خاص اور قابل غور امراض میں مولوی صاحب ممدوح کے مشورہ سے یہ نسخہ جات تجویز ہوا کریں گے۔ اس بنا پر یہ شفاخانہ جس کا نام **شفاخانہ فضل رحمانی** رکھا گیا ہے میں نے قادیان میں کھول دیا ہے اس شفاخانے کے ذریعہ سے ایک اور عظیم الشان کام بھی کرنا مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت حکیم الامۃ کی طبی **تحقیقات** اور **مجربات** کو جو ویدک۔ یونانی۔ ڈاکٹری۔ اور ہر قسم کے جدید تجربوں پر مشتمل ہے بذریعہ رسالجات یا کتب کے شایع کیا جاوے۔

لاکھ شہادت کی ایک شہادت

میں تصدیق کرتا ہوں کہ مفتی فضل الرحمان میری تجارب سے واقف ہے اور خوب واقف ہے بعض خطرناک بیماریوں نفث الدم اور دق میں اس نے بڑی جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب رہا ہے میں امید کرتا ہوں کہ اگر وہ تقویٰ سے کام لیگا تو اسکو خود بھی اور اسکے باعث بہت لوگوں کو نفع پہونچیگا۔ الٰہی میرا یہ گمان سچ ہو۔ آمین
نورالدین

سرمہ زنگاری۔ حاذق طبیب مولوی حکیم نورالدین صاحب کا ہزارہا مریضوں پر آزمایا ہوا آنکھوں کی بہت سی بیماریوں خصوصاً جالا۔ دھند۔ پھولا۔ دھلکی۔ آنکھوں سے پانی زیادہ آنا۔ خارش۔ جس میں پلکوں کے سرخی نمودار ہو وغیرہ کیلئے مفید قیمت فی تولہ ۸ آنہ **سرمہ نور العین**۔ مجرب اور آزمودہ ہر ایک قسم کی آنکھوں کی بیماریوں میں اکسیر ہے جس کے اجزا جواہرات ہیں قیمت فی تولہ عہ **آتشک کی گولیاں** قیمت فی ڈبیا عہ **مرہم آتشک** فی ڈبیا ۸ آنہ **سفوف جریان**۔ دمرد کو ہو یا عورت کو چند روز کے استعمال سے مفید ثابت ہوگا قیمت فی تولہ ۸ آنہ **سفوف سوزاک**۔ قیمت اسات خوراک کیلئے عہ **حبوب باؤ گولا**۔ یہ گولیاں امراض معدہ باؤ گولا میں از بس مفید ہیں عورتیں عموماً اس مرض میں مبتلا ہوتی ہیں اور بسبب جن بھوت کے اسیب کا وہم رکھنے کے بہت سا روپیہ خرچ کر دیتی ہیں اور اندر ہی اندر گھل گھل کر مر جاتی ہیں۔ ان گولیوں کے استعمال سے بہت فائدہ ہوتا ہے قیمت فی ڈبیا عہ **عرق عشرہ**۔ قیمت فی شیشی عہ **حب طحال**۔ قیمت فی ڈبیا ۸ آنہ **کھانسی کی گولیاں** فی ڈبیا ۸ آنہ **حبوب بواسیر**۔ فی ڈبیا عہ **روغن تسمیم**۔ قیمت فی شیشی عہ **حب ضیق النفس**۔ قیمت فی ڈبیا عہ۔ **دوائی ناسور**۔ قیمت فی ڈبیا کے لئے عہ **روغن دافع امراض گوش** قیمت فی شیشی ۸ آنہ **مرض اٹھرا کی مجرب دوائی**۔ یہ دوائی حکیم حاذق مولوی نورالدین صاحب کی آزمائی ہوئی ہے اس سے سیکڑوں عورتوں کو فائدہ ہوتا ہے جن کے بچے بچپن میں اس مرض سے تلف ہو جاتے ہیں۔ یہ مولوی صاحب کی مجرب چند دوائیں ہیں۔ کچھ تو گولیاں ہونگی جو عورت کو ابتدا حمل سے شروع کر کے وضع حمل تک کھانی ہونگی۔ کچھ خاص قسم کی دم کی ہوئی اجوائن اور ملفل سیاہ ہوگی جو عورت کو شروع حمل سے تا اختتام ایام رضاعت کھانی پڑیگی۔ قیمت کل دوائی کی جو اس تمام عرصہ میں کھائی جاویگی عہ **رنجن** قیمت فی ڈبیا ۸ آنہ **خارش کی عجیب دوائی** قیمت فی ڈبیا ۸ آنہ

ہر مرض کیلئے دوائی بذریعہ وی پی پارسل بھیجی جاویگی جن امراض کی تشخیص بذریعہ خط و کتابت نہیں ہو سکتی ان کا علاج بجز مریض کے دیکھنے کے نہیں کیا جاوے گا۔ ہمارا کام صرف اشتہاری طبیب بننا نہیں بلکہ مریض کو شفا ہونا اصل مقصود ہے۔ ہاں اسمیں اپنا نفع بھی مقصود ہوگا مگر عام اشتہاری طبیبوں کیطرح نہیں۔

نوٹ۔ کسی خط کا جواب بدوں جوابی کارڈ یا ٹکٹ کے نہیں دیا جاویگا۔ ایسے صاحب جواب نہ آنیکی شکایت نہ کریں۔

المشتہر
مفتی فضل الرحمٰن منیجر شفاخانہ فضل رحمانی قادیان

ہندوستان میں ایک لاثانی کمپنی

کیا آپکو معلوم نہیں ہے کہ بھارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان بھر میں ایک لاثانی کمپنی ہے مفصلہ ذیل وجوہات سے (۱) اس کا کل انتظام دیسیوں کے ہاتھ میں ہے (۲) اس کا سرمایہ دیسی کارخانوں اور تجارت میں لگایا جاتا ہے جس سے اس ملکی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فائدہ پہونچتا ہے (۳) دیسیوں کے ہاتھ میں انتظام ہونے کیوجہ سے اس کمپنی کا خرچ دوسرے غیر ملکی کمپنیوں کے مقابلہ میں بالکل کم ہے اور اسلئے یہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنیاد پر قائم ہے (۴) جتنے ممبر اس کمپنی کے انتقال کر چکے ہیں انکے پسماندگان کو بلا حیل و حجت کے فوراً بیمہ کا روپیہ ادا کیا گیا ہے چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی خوش معاملگی اور حق شناسی سے خوب واقف ہے اس کے علاوہ اور بھی کئی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہیں جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی اور ملکی فوائد کو مدنظر رکھیگا تو وہ قائل ہو جائیگا کہ اسے اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بھارت کے اور کسی کمپنی میں نہیں کرانا چاہیئے۔ آج وقت ہے کہ آپ اس محفوظ ترین کمپنی کے ممبر بنکر اپنے بال بچوں اور دیگر عزیزوں کیلئے ایک معقول رقم چھوڑ جانیکا انتظام کریں ہماری کمپنی کے پراسپیکٹس کا سرکاری مطالعہ ہی آپکو ہمارے دعوی کی صحت کا قائل کرادیگا ایک کارڈ پر اپنا نام و پتہ لکھ بھیجئے پراسپیکٹس مذکور آپکی خدمت میں بذریعہ ڈاک پہنچ جاوے گا۔ **گیان چند منیجر وا ایجنسی**۔ یا درخواستیں بنام لالہ جیت رام ساہنی سکرٹری بھارت بیمہ کمپنی لمیٹڈ لاہور آنی چاہئے

مرا برف بارید بر پر زاغ نشاید چو بلبل تماشائے باغ

واقعی بڑہاپا دنیاوی خوشیوں کا خاتمہ ہے اور خاصکر جنکی اولاد نہ ہو انکا بڑہاپا تو غضب ڈہاتا ہے آپ بھی اگر مایوسی کی حد تک پہونچ گئے ہوں تو مفصلہ ذیل غور سے پڑہیں **شاہی خضاب**۔ مثل تیل بہوں کے لگایا جاتا ہے بالوں کو دو منٹ میں سیاہ بہونرا کر دیتا ہے نہ جلد پر داغ دیتا ہے اور نہ بالوں کو سخت کرتا ہے قیمت عہ۔ **روح افزا** نامردی۔ سستی لاولدی ضعف باہ و دماغ جریان درد کمر کیواسطے اکسیر ہے بڑے کو نوجوان اور نوجوان کو پہلوان بناتا ہے قیمت تین روپیہ فی شیشی۔ **روح النساء**۔ حیض بیقاعدہ کم یا زیادہ دیر بعد یا جلدی تکلیف سے یا بالکل نہ آوے سفید پانی آوے لاولدی ہو یا اوپر سوزش ہو غرضیکہ عورتوں کی سب بیماریوں کیواسطے مجرب ہے قیمت تین روپے فی شیشی **فرانسیسی گلگونہ**۔ چہرہ کی جہریاں چہائیاں۔ سیاہ داغ۔ دکیل وغیرہ دور کر خوبصورت و اجلا بناتا ہے خوبصورتی کیواسطے لازمی ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔ **گونیال روغن**۔ انکے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں اگر کچھ سفید ہوگئے ہوں تو بھی سیاہ ہو جاتے ہیں اور پھر ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں۔ قیمت دو روپے۔ **بال اڑانیکا تیل**۔ بلا کسی تکلیف و خارش دو منٹ میں تمام زائد بالوں کو بغیر کسی نشان کے دور کرتا ہے قیمت ۸ آنہ فی شیشی۔ **سرمہ کشمیر** ازہر دھند۔ غباری۔ لالی۔ پڑبال۔ پانی جانا۔ و ابتدائی موتیابند کیواسطے اکسیر ہے قیمت عہ فی تولہ۔ **بواسیر**۔ خونی۔ بادی۔ حدی یا آتشک سے ہو سے اگر ہوں تو بلا تکلیف گم۔ قیمت دو روپیہ **دمہ**۔ کیسا ہی پرانا دمہ ہو خواہ پھیپھڑے خراب ہوگئے ہوں بشرطیکہ شفا ہو قیمت تین روپے **دوائی آتشک** مجرب و اکسیر قیمت تین روپے **دوائی سوزاک** تیر بہدف تین روپیہ۔ خط و کتابت کا پتہ **ڈاکٹر کیسر سنگھ ایم اے بکرم ہسپتال فیروزپور شہر پنجاب**

مینے اس خط کو پڑھ کر بلا توقف لسان عرب کی کتابوں کی طرف رجوع کیا اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ ذرا سی سعی کے بعد گوہر مدعا ہاتھ آگیا۔ قبل اسکے کہ اس سبک سر جلد باز کی پردہ دری پر کچھ لکھوں ایک دو باتیں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر لکھنی ضروری ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کتنا احسان اور ہمارے آقا و مولیٰ و ولی نعمت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منجانب اللہ ہونے پر کسقدر بین دلیل ہے کہ جس جگہ سیاہ دل دشمن نے کبھی انگلی رکھی ہے اسکے نیچے سے معارف و حقائق کا خزانہ نکلا ہے اگر ان اخلاف نے اپنے اسلاف کی پیروی میں حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کے پرائیویٹ زندگی پر کوئی اعتراض کیا ہے تو وہ اعتراض بعینہ کسی نبی کی لائف کے کسی حصہ پر جا پڑا ہے اور اگر پبلک لائف پر منہ کھولا ہے تو وہی یا وہ گوئی ان کو بڑے کسی اولو العزم نبی کی شان میں کر چکی ہیں اور اگر آپ کی زبان دانی پر حرف رکھا ہے تو دواوین عرب - کتب احادیث اور تفاسیر حضرۃ خلیفۃ اللہ کی طرف سے اعداء اللہ کا منہ توڑنے کو موجود ہو گئیں۔ اب میں جواب لکھتا ہوں و باللہ التوفیق +

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۹۴ کی عبارت یہ ہے فرأیتُ انّ روحہ احاط علیّ و استوی علی جسمی ولفّنی فی ضمن وجودہ حتی ما بقی منّی ذرۃ وکنتُ من الغائبین۔ پھر میں نے دیکھا کہ خدا کی روح نے مجھے سموچا کا سموچا اپنا کر لیا اور میرے جسم پر مستوی ہو گئی اور اپنے وجود میں مجھے لپیٹ لیا یہانتک کہ میرا اپنا کچھ بھی نہ رہا اور میں غائب و فانی ہو گیا +

اس مقام میں خدا کے بلائے بولنے والے نے احاط کا صلہ علیٰ لکھا ہے۔ خلیفۃ اللہ کو مٹی اور اپنے تئیں آگ کہنے والا اعتراض کرتا ہے کہ صلۂ علیٰ صحیح نہیں بلکہ یوں ہونا چاہیے احاط بی +

قبل اسکے کہ میں ثابت کروں کہ اسمقام میں بجز صلۂ علیٰ کے اور کوئی صلہ اس بلاغت اور فصاحت کو دکھا نہیں سکتا جو علیٰ نے دکھائی ہے میں بافسوس اتنا لکھنے سے رہ نہیں سکتا کہ ان مولوی لوگوں کی خطا کاری کی جڑ یہ ہے کہ اول تو ان کا دائرہ معلومات نہایت تنگ ہوتا ہے اور چند محدود اور تاریک کتابوں پر انکا سارا مدار ہوتا ہے پھر اسکے ساتھ بغی اور عناد اور تعصب کی شامت سر پر سوار ہوتی ہے۔ یہ وہ مرض ہیں جن کے استیلا سے ان کی رائے ہمیشہ سقیم اور علیل ثابت ہوتی ہے۔ سیالکوٹ میرا وطن ہے میں خوب جانتا ہوں اور دعوی سے کہتا ہوں کہ مدتوں سے اس میں نہ کوئی ادیب ہوا ہے اور نہ اب ہے کوئی کتب خانہ نہیں جسمیں دواوین عرب اور بڑی بڑی لغت کی کتابیں اور شروح دواوین عرب موجود ہوں۔ چند مبتذل پرانی درسی کتابیں ہیں اس کے سوا کچھ نہیں۔ یہ مولوی ابراہیم اسے پڑھنے کا شوق پیدا ہوا جس نے اپنے استاد کے علم اور فہم سے زیادہ ترقی کی۔ اسے خوش قسمتی سے لسان العرب مل گئی۔ بس سارے شہر میں یہ پہلا نوجوان ہے جس کے ہاتھ ایسی نادر اور عظیم الشان لغت کی کتاب آئی۔ بڑی خوش قسمتی تھی جو اس سے فائدہ اٹھاتا اور لسان عرب کی وسعت کا اس کتاب سے سبق سیکھ کر کسی مصنف پر زبان اعتراض کھولنے میں جلدی نہ کرتا مگر بد قسمتی سے اسے یہ فیض حاصل نہیں ہوا +

اسے اس اعتراض کو قوت اور حوصلہ سے منہ سے نکالنے کی جرأت معلوم ہوتا ہے اسلیے ہوئی کہ **لسان العرب** میں زیر لغت **حاط یحوط** اسے احاط بہ صلۂ علیٰ نہ ملا اگرچہ میں عنقریب دکھاتا ہوں کہ اسنے اس مقام میں بھی ٹھوکر کھائی ہے۔ اس سے اسکو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ اب اس نے لغت عرب کا احاطہ اور استقصا کر لیا ہے۔ اگر وسیع واقفیت اور صحیح علم اس کا مساعد ہوتا تو سمجھ لیتا کہ لغت کا دائرہ بڑا وسیع بلکہ غیر محدود ہے۔ کسی ایک کتاب لغت نے ابتک عربی زبان کا احاطہ نہیں کیا اور نہ کسی نے دعوی کیا ہے۔ بہت سے لغات اور محاورات دواوین عرب کی شروح میں ایسی ملتی ہیں کہ لغات کے صفحات ان سے خالی ہوتے ہیں۔ اور لغات نویس کوئی لغت کسی لفظ کی تشریح میں بیساختہ لکھ جاتے ہیں اور ترتیب مفردات لغات میں اسکا ذکر نہیں کرتے +

اس امر کے ثبوت کے لیے کہ احاط کو صلۂ علیٰ کے ساتھ اس مقام میں لکھنے سے جو حضرۃ مہبط الوحی کا مقصود ہے وہ کسی اور صلہ سے پورا نہیں ہو سکتا تھا ایک **حدیث** لکھتا ہوں اور وہ یہ ہے مَلعونٌ مَلعونٌ مَن احاطَ علیٰ مَشرَبۃٍ۔ اس کے معنے صاحب لغت خود

کرتا ہے المشربۃ الموضع الذی یُشرب منہ کالمشرعۃ ویرید بالاحاطۃ تملکہ ومنع غیرہ منہ۔ حدیث کے معنے یہ ہیں ملعون ہے جسنے اپنے گھاٹ پر احاطہ کر لیا۔ پھر کہتا ہے کہ معنی احاطہ کے ہیں اپنے لیے اسکا مخصوص کر لینا اور دوسروں کو اس سے روک دینا۔ اس حدیث نے جو حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک منہ کے الفاظ سے ترکیب یافتہ ہے **احاط** کو صلۂ **علیٰ** کے ساتھ لا کر نہ صرف اس اعتراض کی بیخکنی کر دی ہے جو مولوی ابراہیم اہلحدیث نے نادانی اور کم علمی سے کیا اور نا عاقبت اندیشی سے دعوی کیا کہ اسکا خلاف نہیں ہو سکتا بلکہ حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کے مقصود و معنی کو بھی وضاحت سے حل کر دیا ہے +

جو معنی اس حدیث کے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے گھاٹ پر ایسا تصرف اور احاطہ کیا کہ اسے بیگانوں سے روک کر اپنے لیے ہی خاص کر لیا وہی مقصود یہاں فقرہ زیر بحث میں حضرت حجۃ اللہ کا ہے۔ اس فقرہ کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی روح نے مجھپر پورا پورا تصرف اور استیلا اور احاطہ کیا یعنی مجھے بالکلیہ اپنا بنا لیا اور اغیار سے بکلی بیگانہ کر دیا اور اس فقرہ کا خاتمہ اسپر کیا کہ میرا کچھ نہ رہا اور میں غائب اور فانی محض ہو گیا۔ اسی کی تائید میں دوسری سطریں ہیں یا یوں کہو کہ انہی معنی کو دوسرے خوبصورت قالب میں ڈھالا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔ ونظرتُ الی جسدی فاذا جوارحی جوارحہ وعینی عینہ واذنی اذنہ ولسانی لسانہ۔ اخذنی ربّی واستوفانی والکہ الا استیفاء حتی کنتُ من الفانین۔ ووجدت قدرتہ وقوتہ تفور فی نفسی والوھیتہ تتموّج فی روحی وضُربت حول قلبی سرادقات الحضرۃ ودقّق نفسی سلطان الجبروت فما بقیتُ وما بقی ارادتی ولا مُنای وانہدمت عمارۃ نفسی کلہا وتراءت عمارۃ ربّ العالمین وتحت اطلال وجودی وعفت بقایا انانیتی وما بقیت ذرۃ ھویتی والالوھیۃ غلبت علیّ غلبۃ شدیدۃ تامۃ وجُذبتُ الیہا من شعر راسی الی اظفار رجلی فکنتُ لبًّا بلا قشور ودھنا بلا ثفل وبذر وبوعد بینی وبین نفسی فکنتُ کشیءٍ لا یُری او کقطرۃ رجعت الی البحر فسترہ البحر بردائہ وکان تحت امواج الیمّ کالمستورین الخ۔ **ترجمہ** اور مینے اپنے جسم کیطرف دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سب جوارح خدا کے جوارح ہیں میری آنکھ اسکی آنکھ ہے اور میرے کان اس کے کان ہیں اور میری زبان اس کی زبان ہے۔ میرے رب نے مجھے پکڑا اور مجھے سموچا لے لیا اور ایسا پوری طرح لیا کہ میں فانی ہو گیا۔ اور مینے دیکھا کہ اس کی قدرت اور قوت میرے اندر جوش زن ہے اور اس کی الوہیت میری روح میں موجیں مار رہی ہے۔ اور میرے قلب کے اردگرد حضرت عزت کے خیمے لگائے گئے ہیں اور سلطان جبروت نے میرے نفس کو ایسا کوٹا اور پیسا کہ نہ تو میں ہی رہا اور نہ میرا کوئی ارادہ اور آرزو ہی رہی۔ میرے نفس کی ساری عمارت ڈھے گئی اور رب العالمین کی عمارت نظر آنے لگی۔ میرے وجود کے سارے نشانات اور کھنڈر مٹ گئے اور میری انانیت کا بقیہ نابود ہو گیا اور میری بود کا کوئی ذرہ باقی نہ رہا۔ الوہیت نے مجھپر پورا پورا غلبہ پا لیا اور میں سر کے بالوں سے لیکر پاؤں کے ناخنوں تک اسکی طرف کھینچا گیا پھر میں مغز ہی مغز رہ گیا جسمیں کوئی چھلکا نہیں ہوتا اور روغن رہ گیا جسمیں کھلی اور پھوگ نہیں ہوتے اور مجھمیں اور میرے نفس میں دوری ڈالدی گئی پھر میں ایک شے بنگیا جو دیکھی نہیں جاتی یا ایک قطرہ بنگیا جو بحر کیطرف گیا اور بحر نے اسے اپنی چادر میں چھپا لیا اور وہ بحر کی موجوں میں مخفی و مستور ہو گیا +

ان مبارک اور **نورانی فقروں** کو پڑھ کر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ حضرت اقدس نے اپنے مدعا کو کس فصیح عربی میں ادا کیا ہے۔ میں اپنے تجربہ اور ایمان اور بصیرۃ سے گواہی دیتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام نے کوئی صلاۃ کی کتاب نہیں پڑھی اور نہ کبھی دواوین عرب آپ کے مطالعہ میں رہے ہیں اور نہ رہتے ہیں اور نہ آپ کے کتب خانہ میں کوئی ایسی کتاب تھی۔ عالم الغیب خدا نے یہ فقرہ (احاط علیّ) آپ کے قلم سے نکالا جس سے اس کا منشا یہ تھا کہ ایک عدو دین بیہودہ فطرۃ اسپر نکتہ چینی کرے گا اور اس سے اس کلام کا معجزانہ رنگ ظاہر ہو گا +

اگرچہ مجھے اس حدیث کے بعد کسی اور سند کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں اس لیے کہ کلام نبوی کے بعد اور سند تلاش کرنا یا اُسے کمزور سمجھنا بے ایمان کا کام ہے مگر میں لِسَانُ العَرَب سے دکھاتا ہوں کہ اُس نے کیسے بیساختہ **احاط** کا صلہ علیٰ مذکور فرمایا ہے۔ چنانچہ وہ لغت **حاط یحوط** کی بحث میں لکھتا ہے **یقال للارض المحاط علیہا حائط وحدیقۃ فاذا لم یحیط علیہا فھی ضاحیۃ**۔ یہاں اگر المحاط کا صلہ علیٰ جائز نہ ہوتا اور وہ ابراہیم کی طرح زبان عرب سے نابلد ہوتا تو کہہ سکتا تھا **المحاط بہا**۔

عجیب بات یہ ہے کہ یہ لوگ اہل حدیث کہلاتے ہیں اور وقت پر حدیثیں ہی ان کے علم وتقویٰ کے کپڑوں کو پارہ پارہ کرتی ہیں۔ آخر میں مجھے تحدیث بالنعمۃ کے طور پر یہ بیان کرنا ہے کہ یہ حدیث جس نے لازوال رسوائی مولوی ابراہیم کی قسمت میں کی اور اُسکے کبر ونخوت اور دعوے کی سونڈ پر جلتے لوہے سے بدنما داغ لگایا ہے مجھے کیونکر ملی۔

مینے پیارے دوست سید صادق کے خط کو پڑھ کر **لسان العرب** کو اُٹھایا اور باب حاط یحوط کو پڑھنا شروع کیا۔ اگرچہ اوپر کی منقولہ عبارۃ سے مجھے خوشی ہوئی کہ **احاط** کا صلہ علیٰ آگیا ہے مگر دل میں مینے مزید شرح صدر اور تائید کے لیے پیاس محسوس کی۔ پھر مینے **تاج العروس** شرح قاموس کو پڑھا۔ اُس میں بھی اس سے زیادہ کچھ نہ تھا۔ پھر **اقرب الموارد** کو اُٹھا کر دیکھا اُس میں کچھ نہ ملا۔ دوسرے دن ظہر کی نماز کے بعد تنہا مسجد مبارک میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اور کس کتاب کو پڑھوں اتنے میں خیال آیا کہ **مد القاموس** کو بھی تو دیکھنا چاہیے (یہ ایک عظیم الشان کتاب لغت ہے۔ یہ ترجمہ ہے انگریزی میں تاج العروس شرح قاموس کا مع شئے زائد۔ اس کے مصنف ومترجم ایڈورڈ ولیم لین نے چالیس برس مصر میں رہ کر بڑی جانفشانی اور عرق ریزی سے بڑے بڑے علمائے مصر کی مدد سے اسے طیار کیا۔ اور اللہ تعالےٰ کی توفیق سے زر کثیر خرچ کرکے ہمنے اسے بہم پہنچایا ہے) عادتاً **حاط یحوط** کا باب مینے کھولا۔ اسنے **احاط علیہ** یعنے احاط کو باصلہ **علیٰ** بیان کیا اور آگے چلکر لکھا کہ یہ ٹکڑا ہے حدیث کا جسے تاج العروس نے باب **شرب یشرب** میں بیان کیا ہے۔ مینے اُسوقت سجدہ کیا اور اسلام کی کامیابی اور دشمن اسلام کی ذلت وفضیحت پر خدا کا شکر کیا۔ اس کے بعد مینے **تاج العروس** میں باب **شرب یشرب** کو پڑھا۔ اُس نے اس حدیث کو نقل کرکے لکھا ہے کہ یہ حدیث مینے **لسان العرب** سے لی ہے۔ پھر لسان العرب میں باب **شرب یشرب** میں اس حدیث کو پایا اور تین عظیم الشان لغت کی کتابوں کو اپنی تائید میں پاکر اللہ تعالیٰ کے انعامات وبرکات کا شکر کیا۔ اس قصہ کے لکھنے سے میری بڑی غرض یہ ہے کہ علوم اور معلومات کی کوئی انتہا نہیں۔ ذرا سی معلومات پر غرہ ہوتا اور چند مبتذل کتابوں پر ناز کرنا شقاوۃ اور نادانی کی دلیل ہے۔ اُمید ہے کہ آیندہ مولوی بٹالوی اور مولوی امرتسری اور ابراہیم سیالکوٹی کی پردہ دری بہتوں کے لیے موجب عبرت ہوگی اور ان جوہڑ کے مینڈک مولویوں کے مقلد یاوہ گوئی اور ہرزہ درائی سے پرہیز کرینگے اور معاً مجھے اُمید ہے کہ بہت سے سعادتمندوں کے دلوں میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ کیا وجہ ہے کہ ان بے ادب بزدل مگر زبان دراز مولویوں میں سے جب کبھی کوئی اعتراض کرتا ہے یہی روز بد اُسے دیکھنا پڑتا ہے اور دور سے نہیں بلکہ قریب ہی سے یعنی حدیث سے ہی اُسے شرمندہ اور ذلیل ہونا نصیب ہوتا ہے۔ آخر بہت سے صافی اور سعید دل اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ خدا تعالےٰ کی یہ استمراری نصرۃ احمدیوں کے ساتھ اور اُس کا یہ خذلان دشمنان حق کے ساتھ بین دلیل ہے اسپر کہ ہمارا سلسلہ خدا تعالیٰ کا سلسلہ ہے وللہ الحمد۔ خوب ہو اور حضرت کی بھی آرزو ہے کہ یہ مضمون سیالکوٹ میں خصوصاً اور دیگر بلاد میں خوب شائع ہو ممکن ہے کہ ان جاہل فریب دینے والے ملاؤں کی دستبرد سے کوئی روح بچ جائے۔

خاکسار عبد الکریم از قادیان

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

تفسیر سورہ فاتحہ بصورت دیگر

اللہ تعالےٰ قرآن شریف کی سورۃ فاتحہ مین فرماتا ہے۔ **الحمد للہ رب العالمین** یعنے ہر ایک حمد اور ثنا اس خدا کے لئے مسلم ہے جسکی تربیت ہر ایک عالم مین یعنے ہر ایک رنگ مین ہر ایک پیرایہ مین اور ہر ایک فائدہ بخش صفت الٰہی کے ذریعہ سے مشہور اور محسوس ہو رہی ہے یعنے جن جن متفرق وسیلون پر اس دنیا کی لوگون کی بقا اور عافیت اور تکمیل موقوف ہے در اصل انکے پردہ مین ایک ہی پوشیدہ طاقت کام کر رہی ہے جس کا نام اللہ ہے چنانچہ اس دنیا کے کاروبار کی تکمیل کے لئے ایک قسم کی تربیت سورج کر رہا ہے جو ایک حد تک انسان کے بدن کو گرمی پہنچا کر دوران خون کا سلسلہ جاری رکھتا ہے جس سے انسان مرنے سے بچتا ہے اور اس کے آنکھون کے نور کی مدد کرتا ہے پس حقیقی سورج جو حقیقی گرمی پہنچانے والا اور حقیقی روشنی عطا کرنے والا ہے وہ خدا ہے کیونکہ اسی کی طاقت کے سہارے سے سورج بھی کام کر رہا ہے اور اس حقیقی سورج کا صرف یہی کام نہین کہ وہ دوران خون کے سلسلہ کو جاری رکھتا ہے جس پر جسمانی زندگی موقوف ہے اس طرح پر کہ اس فعل کا آلہ انسان کے دل کو ٹھیراتا ہے اور آسمانی روشنی سے آنکھون کے نور کی مدد کرتا ہے بلکہ وہ روحانی زندگی کو نوع انسان کے تمام اعضا تک پہنچانے کیلئے منجملہ انسانون کے ایک انسان کو اختیار کر لیتا ہے اور انسانی سلسلہ کے مجموعہ کے لئے جو ایک جسم کا حکم رکھتا ہے اسکو بطور دل کے قرار دیدیتا ہے اور اسکو روحانی زندگی کا خون نوع انسان کے تمام اعضاء تک پہنچانے کیلئے ایک آلہ مقرر کر دیتا ہے پس وہ طبعاً اس خدمت مین لگا رہتا ہے کہ ایک طرف سے لیتا اور پھر تمام مناسب اطراف مین تقسیم کر دیتا ہے اور جیسا کہ غیر حقیقی اور جسمانی سورج آنکھون کو کامل روشنی پہنچاتا اور تمام نیک بد چیزین انپر کھول دیتا ہے۔ ایسا ہی یہ حقیقی سورج دل کی آنکھ کو معرفت کے بلند مینار تک پہونچا کر دن چڑھا دیتا ہے اور جیسا کہ وہ جسمانی سورج حقیقی سورج کے سہارے سے پھلون کو پکاتا ہے اور ان مین حلاوت اور شیرینی ڈالتا ہے اور عفونتون کو دور کرتا اور بہار کے موسم مین تمام درختون کو ایک سبز چادر پہناتا اور خوشگوار پھلون کی دولت سے ان کے دامن کو پُر کرتا اور خریف مین اس کے برخلاف اثر ظاہر کرتا ہے اور تمام درختون کے پتے گرا دیتا اور بدشکل بنا دیتا اور پھلون سے محروم کرتا اور بالکل ننگے کر دیتا ہے۔ بجز اُن ہمیشہ بہار درختون کے جن پر وہ ایسا اثر نہین ڈالتا یہی کام اس حقیقی آفتاب کے ہین جو سرچشمہ تمام روشنیون اور فیضون کا ہے وہ اپنی مختلف تجلیات سے مختلف طور کے اثر دکھاتا ہے ایک قسم کی تجلّی سے وہ بہار پیدا کر دیتا ہے اور پھر دوسری قسم کی تجلّی سے وہ خزان لاتا ہے اور ایک تجلّی سے وہ عارفون کے لئے معرفت کی حلاوتین پیدا کرتا ہے اور پھر ایک تجلّی سے کفر اور فسق کا عفونت ناک مادہ دنیا سے دور اور دفع کر دیتا ہے پس اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ تمام کام جو یہ جسمانی آفتاب کر رہا ہے وہ سب کام اس حقیقی آفتاب کے ظل ہین اور یہ نہین کہ وہ صرف روحانی کام کرتا ہے بلکہ جسقدر اس جسمانی سورج کے کام ہین وہ اس کے اپنے کام نہین ہین بلکہ در حقیقت اسی معبود حقیقی کی پوشیدہ طاقت اسکے اندر وہ تمام کام کر رہی ہے۔

یہہ تو ہم نے سورج کا حال بیان کیا ایسا ہی چاند کا حال ہے جن صفات کو چاند کیطرف منسوب کیا جاتا ہے وہ در اصل خدا تعالےٰ کے صفات ہین۔

جسمانی طور پر چار قسم کی ربوبیت ایسی ہو رہی ہے جس سے نظام عالم وابستہ ہے ایک آسمانی ربوبیت یعنی اکاش سے ہے جو جسمانی تربیت کا سرچشمہ ہے۔ جس سے پانی برستا ہے اگر وہ پانی کچھ مدت نہ برسے تو جیسا علم طبعی مین ثابت کیا گیا ہے کنوئون کے پانی بھی ختم ہو جائین یہ آسمانی ربوبیت یعنی اکاش پانی بھی دنیا کو زندہ کرتا ہے اور نابود کو بود کی حالت مین لاتا ہے اس طور پر آسمان* ایک پہلا رب النوع ہے جس سے پانی برستا ہے جس کو وید مین اندر کے نام سے یاد کیا گیا ہے جیسا کہ قرآن شریف مین اللہ تعالےٰ فرماتا ہے **والسماء ذات الرجع** اس جگہ آسمان سے مراد وہ کرہ زمہریر ہے جس سے پانی برستا ہے اور اس آیت مین اس کرہ زمہریر کی قسم کھائی گئی جو مینہ برساتا ہے اور **رجع** کے معنی مینہ ہے اور خلاصہ معنی آیت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ مین وحی کا ثبوت دینے کے لئے آسمان کو گواہ لاتا ہون جس سے پانی برستا ہے یعنی تمہاری روحانی حالت بھی ایک پانی کی محتاج ہے اور وہ آسمان سے ہی آتا ہے اگر وہ پانی نہ ہو تو تمہاری عقلون کے پانی بھی خشک ہو جائین عقل بھی اسی آسمانی پانی یعنے وحی الٰہی سے تازگی اور روشنی پاتی ہے غرض جس خدمت مین آسمان لگا ہوا ہے یعنی پانی برسانے کی خدمت یہ کام آسمان کا خدا تعالےٰ کی پہلی صفت کا ایک ظل ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ ابتدا ہر ایک چیز کا پانی کو بنایا ہے یہی ...

---

* قرآن شریف کی رو سے جو فضا یعنی پول اوپر کیطرف ہے جس مین بادل جمع ہو کر مینہ برستا ہے اسکا نام بھی آسمان ہے۔ جسکو ہندی مین اکاش کہتے ہین۔ منہ۔

پانی سے ہی پیدا ہوتا ہے اور وید کی رو سے پانی کا دیوتا اکاش ہے جسکو وید کی اصطلاح میں اندر کہتے ہیں مگر یہ سمجھنا غلطی ہے کہ یہ اندر کچھ چیز ہے بلکہ وہی پوشیدہ اور نہاں در نہاں طاقت عظمیٰ جس کا نام خدا ہے اسمیں کام کر رہی ہے اسی کو بیان کرنے کیلئے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یعنے سورۃ فاتحہ میں یوں فرمایا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

یعنے مت خیال کرو کہ بجز خدا کے کوئی اور بھی رب ہے جو اپنی ربوبیت سے دنیا کی پرورش کر رہا ہے بلکہ وہی ایک خدا ہے جو تمہارا رب ہے اسی کی طاقت ہر ایک جگہ کام کرتی ہے اِس جگہ اس ترتیب کے لحاظ سے جو اس سورت میں ہے اندر دیوتا کا رد ملحوظ ہے کیونکہ پہلی اسی سے شروع ہوتی ہے اسی کو دوسرے لفظوں میں آسمان یا اکاش کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے دنیا کے لوگ تمام قضاء قدر کو آسمان کیطرف منسوب کیا کرتے ہیں اور بت پرستوں کے نزدیک بڑا رب النوع وہی ہے جو اندر کہلاتا ہے پس اس جگہ اسی کا رد منظور ہے اور یہ جتلانا مقصود ہے کہ حقیقی اندر وہی اکیلا خدا ہے اسی کی طاقت ہے جو پانی برساتی ہے آسمان کو رب العالمین کہنا حماقت ہے بلکہ رب العلمین وہی ہے جسکا نام اللہ ہے۔

غرض خدا تعالیٰ کی یہ پہلی ربوبیت ہے جسکو نادانوں نے اکاش یعنے اندر کیطرف منسوب کیا ہے بات یہی ہے کہ اندھوں کو اکاش سے پانی برستا نظر آتا ہے مگر برسانے والی ایک اور طاقت ہے اور اس طور پر پانی یہ جلوہ دکھاتا ہے کہ یہی اسکی ایک صفت ہے پس آسمان کی یہ ظاہری ربوبیت اسکی حقیقی ربوبیت کا ایک ظل ہے اور جو سامان رعد اور صاعقہ وغیرہ کا بادل میں ہوتا ہے دراصل یہ سب اسکی صفات کی رنگوں میں سے ایک رنگ ہے۔ پھر دوسری ربوبیت خدا تعالیٰ کی جو زمین پر کام کر رہی ہے رحمانیت ہے۔ اس نقطہ رحمان سے بت پرستوں کے مقابل پر سورج دیوتا کا رد ملحوظ ہے کیونکہ بموجب بت پرستوں کے خیال کے جیسا کہ اکاش یعنے آسمان پانی کے ذریعہ سے چیزوں کو پیدا کرتا ہے ایسا ہی سورج بہار کے ایام میں تمام درختوں کو لباس پہناتا ہے گویا یہ اسکی وہ رحمت ہے جو کسی عمل پر مترتب نہیں۔ پس سورج جسمانی طور پر رحمانیت کا مظہر ہے کیونکہ وہ موسم بہار میں ننگے درختوں کو پتوں کی چادر پہناتا ہے اور اس وقت تک درختوں نے اپنے طور پر کوئی عمل نہیں کیا ہوتا یعنے کچھ بنایا نہیں ہوتا تا بنائے ہوئے پر کچھ زیادہ کیا جائے بلکہ وہ خزاں کی غارت گری کے باعث سے محض ننگے اور برہنہ کھڑے ہوتے ہیں پھر سورج کے پرتوہ عاطفت سے ہر ایک درخت اپنے تئیں آراستہ کرنا شروع کر دیتا ہے آخر سورج کی مدد سے درختوں کا عمل اس حد تک پہنچتا ہے کہ وہ پھل بنا لیتے ہیں پس جبکہ وہ پھل بنا کر اپنے عمل کو پورا کر چکتے ہیں تب چاند انپر اپنی رحیمیت کا سایہ ڈالتا ہے۔ اور رحیم اس کو کہتے ہیں کہ عمل کرنے والے کو اس کے تکمیل عمل کیلئے مدد دے تا اسکا عمل ناتمام نہ رہ جاوے پس چاند درختوں کے پھلوں کو یہ مدد دیتا ہے کہ انکو موٹے کر دیتا ہے اور انمیں اپنی تاثیر سے رطوبت ڈالتا ہے چنانچہ علم طبعی میں یہ مسلم مسئلہ ہے کہ چاند کی روشنی میں باغبان لوگ اناروں کے پھٹنے کی آواز سنا کرتے ہیں غرض استعارہ کے طور پر قمر جو نیّر دوم ہے رحیم کے نام سے موسوم ہوا کیونکہ بڑا فعل اسکا یہی ہے جو موجود شدہ پھلوں کی مدد کرتا ہے اور موٹا اور تازہ کر دیتا ہے۔ پھر جب وہ پھل طیار ہو جاتے اور اپنے کمال کو پہنچ جاتے ہیں تو زمین انکو اپنی مالکانہ حیثیت سے اپنی طرف گراتی ہے تا وہ اپنی جزا سزا کو پہنچیں۔ پس اگر وہ عمدہ اور نفیس پھل ہیں تو زمین پر انکی بڑی عزت ہوتی ہے اور وہ قابل قدر جگہوں میں رکھے جاتے ہیں اور اگر وہ ردی ہیں تو خراب جگہوں میں پھینک دیئے جاتے ہیں اور یہ سزا جزا گویا زمین کے ہاتھ میں ہوتی ہے کہ جو خدا نے اسکی فطرت کو دے رکھی ہے کہ اچھے پھل کا قدر کرتی ہے اور برے پھل کو ذلیل جگہ رکھتی ہے۔

غرض وید میں بطور استعارہ کے یہ چار نام ہیں جو چار بڑے دیوتاؤں کو عطا ہوئے ہیں اول اکاش یعنے آسمان جسکو اندر دیوتا بولتے ہیں وہ پانی کا دیوتا ہے اور قرآن شریف میں ہے کہ وجعلنا من الماء کل شیء حی یعنے ہر ایک چیز پانی سے ہی زندہ ہے اسلئے یہ مجازی دیوتا ہے یعنے اندر جسکو اکاش کہنا چاہیئے سب مجازی دیوتاؤں سے بڑا ہے جسکی بغلوں میں سورج اور چاند پرورش پاتے ہیں یہ بہ نسبت اوروں کے ربوبیت عامہ کا دیوتا ہے بعد اس کے سورج دیوتا ہے جو رحمانیت کا مظہر ہے اسکی ربوبیت چاند سے زیادہ اور اکاش یعنے اندر دیوتا سے کم ہے وہ کام جو اس کے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ بغیر موجودگی عمل کے درختوں پر اپنی عنایت اور کرپا ظاہر کرتا ہے کیونکہ درخت ننگ دھڑنگ کھڑے ہوتے ہیں اور خزاں کے مارے ہوئے ایسے ہوتے ہیں کہ گویا مردے ہیں جو زمین میں گاڑے گئے ہیں اور تہیدست فقیروں کیطرح ایک پاؤں پر کھڑے ہوتے ہیں پس سورج دیوتا بہار کے موسم میں موج میں آکر ان کو لباس بخشتا ہے اور ان کا دامن پھلوں اور پھولوں سے بھر دیتا ہے اور چند روز میں ان کے سر پر پھولوں کے سہرے باندھتا ہے اور سبز پتوں کے ریشمی قبا انکو پہناتا ہے اور پھلوں کی دولت سے ان کو مالا مال کر دیتا ہے اور اس طرح ایک شاندار نوشہ ان کو بنا دیتا ہے پس اسکی رحمانیت میں کیا شک رہا جو بغیر کسی سابق عمل کے ننگے درویشوں پر اسقدر کرپا اور مہربانی کرتا ہے۔ اس قسم کی استعارات وید میں بہت موجود ہیں کہ اول شاعرانہ طور پر معلوم ہوتے ہیں اور پھر ذرہ غور کریں تو کوئی علمی چمک بھی انمیں دکھائی دیتی ہے۔

پھر سورج کے بعد وید کی رو سے چاند دیوتا ہے کہ وہ کمزوروں کے عملوں کو دیکھکر اپنی مدد سے اُن کے اعمال انجام تک پہونچاتا ہے یعنی بہار کے موسم میں درخت پھل تو پیدا کر لیتے ہیں لیکن اگر چاند نہ ہوتا تو یہ عمل انکا ناقص رہ جاتا اور پھلوں میں تازگی اور فربہی اور طراوت ہرگز نہ آتی پس چاند ان کے عمل کا متمم ہے اس لیئے اس لایق ہوا کہ مجازی طور اس کو رحیم کہا جائے سو وید اسکو رحیم قرار دیتا ہے سو استعارہ کی طور پر کچھ حرج نہیں۔

پھر چاند کی بعد دھرتی دیوتا ہے جس نے مسافروں کو جگہ دینے کیلئے اپنی پشت کو بہت وسیع کر رکھا ہے ہر ایک پھل درخت پر مسافر کیطرح ہوتا ہے آخر کار مستقل سکونت اسکی زمین پر ہوتی ہے اور زمین اپنے مالکانہ اختیارات سے جہاں چاہے اسکو اپنی پشت پر جگہ دیتی ہے اور جیسا کہ خدا نے قرآن شریف میں فرمایا وحملناھم فی البر والبحر کہ ہم انسانوں کو زمین پر اور دریا پر خود اٹھایا ایسا ہی زمین بھی ہر ایک چیز کو اٹھاتی ہے اور ہر ایک خاکی چیز کی سکونت مستقل زمین میں ہے وہ جسکو چاہے عزت کے مقام پر بٹھا دے اور جسکو چاہے ذلت کی مقام میں پھینک دے۔ پس اسطرح زمین کا نام مالک یوم الدین ہوا یعنے استعارہ کے طور پر صحیفہ فطرت کے آئینہ میں یہ چاروں الٰہی صفات نظر آتی ہیں۔ غرض اسیطرح خدا نے چاہا کہ اپنی صفات کو مجازی مظاہر میں بھی ظاہر کرے تا طالب حق مثالوں کو پا کر اس کے دقیق در دقیق صفات پر اطمینان پکڑے۔

اب اس تمام تحقیق سے معلوم ہوا۔ کہ یہ چار مجازی دیوتے جو وید میں مذکور ہیں چار مجازی صفات اپنے اندر رکھتے ہیں چنانچہ اکاش مجازی طور پر ربوبیت کبریٰ کی صفات اپنے اندر رکھتا ہے اور سورج رحمانیت کی صفت سے موصوف ہے اور چاند رحیمیت کی صفت سے حصہ دیا گیا ہے اور زمین مالک یوم الدین کی صفت سے بہرہ یاب ہے اور یہ چاروں صفات مشہود و محسوس ہیں۔ انہیں امور کی وجہ سے موٹی عقل والوں نے درحقیقت انکو دیوتے قرار دیا ہے* اور ان کو رب النوع اور قابل پرستش سمجھا ہے پس ان لوگوں کے رد کیلئے خدا تعالیٰ اپنی پاک کتاب قرآن شریف میں یعنے سورۃ فاتحہ میں فرماتا ہے۔

(باقی آئندہ)

+ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ حقیقت میں یہ سب دیوتا ہیں بلکہ یہ سب ایک ہی مالک کی قبضہ میں ہیں اور انسان کے فائدہ کیلئے بنائے گئے ہیں ہمنے اسجگہ دیوتا کا لفظ محض وید کا استعارہ بیان کیا ہے کیونکہ ان چاروں کی فیوض بموجب وید کی الٰہی طور سے جاری ہیں کہ گویا اختیار رکھتے ہیں [illegible] مگر یہ سب خدا کی مخلوق ہیں اپنے ارادہ سے کوئی کام نہیں کرتے اور نہیں جانتے کہ کیا کام کرتی ہیں گویا مردہ بدست زندہ ہیں یہ چار صفات کے نمونہ جو اکاش اور سورج اور چاند اور زمین میں پائے جاتے ہیں یہ انسانوں کو غور کرنیکے لئے دیئے گئے ہیں تا صفات الٰہی کے سمجھنے میں یہ مدد دیں مثلاً آریہ لوگ خدا کی رحمانیت سے منکر ہیں لیکن وید سورج میں استعارہ کے رنگ میں خود رحمانیت کی صفت قرار دیتا ہے یہ اسی غرض سے ہے کہ تا انسانوں کو اس تقریب سے خدا کی رحمانیت پر نظر پڑے۔

* دیوتا سنسکرت میں رب کو کہتے ہیں جو کسی کی ربوبیت کرتا ہے یعنی پرورش کرتا ہے۔ پس سورج بجائے خود ایک رب ہے یعنی دیوتا ہے اور چاند بجائے خود ایک رب ہے یعنی دیوتا ہے ان تمام ارباب یعنی دیوتاؤں کے سر پر ایک بڑا رب ہے جو مدبر بالارادہ ہے اور وہی خدا ہے اس کا نام رب العلمین ہے یعنی سب کا رب اور تمام ارباب کا بھی رب۔ ارادہ اور اختیار سے کام کرنیوالا وہی ایک ہے باقی سب کلیں ہیں جو اسکے ہاتھ سے چلتی ہیں۔ پس عبادت اور حمد کے لایق وہی ہے اسیواسطے فرمایا الحمد للہ رب العلمین۔ منہ

ضرورت امام

(نوشتہ شیخ عبدالرحیم نومسلم)

اللہ تعالیٰ نے جو موصوف بجمیع صفات کاملہ ہے۔ اوس نے اُمت محمدیہ کو کمالات تامہ سے بہرہ ور کرنے کے لئے سورۃ الفاتحہ کے پڑھنے کے لئے کم ازکم پانچ وقت کی نمازون مین حکم دیا ہے۔ اور یہہ پڑھنا بطور فرض کے اسپر واجب کیا ہے +

اس سورۃ پر ذرا غور کرنیسے یہہ صفائی سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہہ چاہتا ہے کہ انسان ان چار صفات یعنی ربّ - رحمٰن - رحیم - مالک یوم الدین - کو بکثرت یاد کیا کرے - تا سلسلہ عبودیت و الٰہیت کو موقع انفصام لازم نہ آئے -

ہم دیکھتے ہین کہ صفت ربّ جس طرح انسان کے بدنی ضروریات کو پورا کرنا چاہتی ہے - اور زمین و آسمان و مافیہا کی بناوٹ اسکی عمدہ شاہد ہے - اسیطرح چونکہ انسان صرف خورونوش ہی کے ذریعہ اپنے ایام زندگی بخوبی بلا خوف وحزن بسر نہین کر سکتا اور طرح طرح کی قلبی حُرقتیں اسے آرام نہین لینے دیتین اور طرح طرح کے قلق و اضطراب اور مایوسیان جو انسان کے ساتھہ وقتاً فوقتاً لگی ہوئی ہین اسکے نیست و نابود کرنے اور زندہ درگور کرنے کے لئے کافی طاقتون اور حملون سے اس پر چڑھ چڑھ کر آیا کرتی ہین اور جو انسانی ضعیف فطرت سے مار پیٹ کر یہہ کہلا دیا کرتی ہین کہ اے رب تیرے سوا اب مجھے کسی کا سہارا نہین اور توہی میری کمزوریون کو پورا کر سکتا ہے - اُنہون نے ہی صفت ربّ کو جس نے انسان کو اپنی رحمت سے ہی حصہ لینے کے لئے پیدا کیا ہے - نہ کہ عقاب چکھانیکے لئے اس کمزوری کو پورا کرنیکے لئے اپنے مرسل بھیجنے کی طرف میل دلایا - جو اس ضعیف فطرت کی فریادرسی کی پوری داد دیا کرتے ہین مرسل من اللہ دنیا مین آکر کیا کچھہ کیا کرتے ہین - وہ یہی کچھہ کیا کرتے ہین کہ وہ اُن مفاسد کو جن سے انسان رات دن بے چینی اور سوزش وحرقت مین کباب کی طرح جلتا رہتا ہے - وقت کے مطابق دفع کیا کرتے ہین - اب ہمین دیکھنا چاہئے کہ وہ کونسے مفاسد ہین جو انسان کو صفت ربّ کے ہوتے ہوئے تباہ وخراب کرنا چاہتے ہین - گویا کہ صفت ربّ کے مقابلہ مین برعکس کام کرکے انسانونکو ارحم الراحمین کے نیچے سے جھپٹ کر اپنے تیز دانتون مین

پیسکر یہہ دکھانے چاہتے ہین کہ اب ربّ کوئی نہین - وہ مفاسد کئی طرح پر جلوہ کیا کرتے ہین اور مختلف زمانون مین مختلف طور سے ایک خاص قسم کے قویٰ والے مصلح سے اُنکی اصلاح ہوا کرتی ہے مجھے اب گذشتہ زمانون کے مفاسد کو ذکر کرنا منظور نہین - اور نہ یہی دکھانا ہے - کہ ان کی اصلاح کس کس نے کی - ہان اگر بڑی ضرورت ہے تو یہی ہے کہ یہہ ثابت کیا جاوے کہ آجکل کونسی مفاسد مختلف حملون سے انسانی فطرت کو آزار دیکر کہلوا رہے ہین - کہ اے ربّ جو تو کبھی بے مانگے دیکر اور کبھی مجھہ عاجزہ کی فریادون پر اپنی رحمتون سے اطمینان اور تسلیان دیکر قیامت کے دن پھر صرف توہی مالک ہوگا - اب میری آہ وزاری سُن - اور مجھے بے کسون کی طرح نہ چھوڑ + اور وقت پر میری خبر لے -

سب سے بڑا ہوا مفسدہ آجکل یہی ہے کہ ہر کہ ومہ نے اُس کتاب کو جسکو محمد صلے اللہ علیہ وسلم سلسلہ نبوت کو ختم کرتے ہوئے اس جہان مین لائے اور جس سے پیاسی جبلی بھی انسانی فطرت اپنی حرقت اور پیاس بجھا کر اطمینان پا سکتی ہے اور جسکو ذکر کہا گیا ہے - اور وہی جسکے بغیر قلوب اطمینان نہین پکڑتے - بالکل پس پشت پھینکدیا - اور اس حبل اللہ کی کچھہ پرواہ نہ کی جسکے پکڑنے سے کسی قسم کی ہلاکت ہلاک نہین کر سکتی -

بڑی قوم جو اس کتاب کی وارث ہے اور اپنے آپکو مسلمان بن مسلمان کہلوا رہی ہے اُسنے تو اس کتاب کو یون چھوڑا کہ مُلک مین غیر اقوام کی ملک ہونیسے اپنی ذریّت کو اُنکے علوم پڑھانیکے لئے مکلف کیا اُنکو اور اُن کے راہ و رسم کا ایسا مرید بنوانا چاہا کہ پھر اُنہین اپنی نہ سوجھنے دی - پھر اُنکی دوسری بدبختی یہہ ہوئی کہ اُنہون نے اپنا عزت و فخر اور اپنا آرام وہ اسی دنیا کے اسبابون اور مادون کو سمجھکر اُن مین ایسا استغراق کیا کہ صفت ربّ کو پکارنے والی فطرت مارے گڑھون کے اُن مین بالکل مفقود ہوگئی - اور یہی ایک نہایت ضروری آہ بھری پکار جسکو دعا کے نام سے موسوم کر سکتے ہین اور ہر طرح سے انسانی کمزوریون کو اُس ربّ سے پورا کروا سکتی ہے اُنکی فطرتون مین نہ رہی - اب وہ ادبار اور بدبختی قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاءکم کے مطابق ان پر جو آیا وہ یہی آیا کہ اُنہون نے اپنا ربّ جسکو سمجھا تہا - اُسکا نتیجہ مادہ پرستی اور اسباب پرستی نکلا اور انہون نے اسی لئے اُس نماز کو جسمین اُنہین یہہ کہنا پڑا تہا - کہ تو ربّ ہے اور توہی بے مانگے اور پکارنے سے دیا کرتا ہے اور پھر ایکدن ہمارے ضعفون کا تکفل تو نے

ہی مالک بنکر کرنا ہے حرف مکرّر سمجھکر چھوڑ دیا - اور بجائے اسکے کہ مسجدین آباد کرتے بازارون اور شراب نوشی کی مجلسون کو گرم کیا اور پھر ہر قسم کے مفسدہ کو اختیار کیا جو حق تلفی اور زنا اور جھوٹی نخوت اور تکبر اور خود پرستی اور مولوی اور گریجویٹ کہلانیکے رنگ مین اپنا ظہور لایا - اور بجائے آسمانی بننے کے یہہ ارضی ہوگئے اور قریب تہا - کہ یہہ قوم مذکورہ بالا وجوہات سے اور کچھہ اندرونی تنازعون سے یعنی باہمی شیعہ - سنی - وہابی حنفی وغیرہ ہونے کے رات دن کے جھگڑون مین پڑکر اُس بے ملاح کشتی کی طرح ضلالت کے بھنور مین چکر کہا کر بیٹھہ ہی جاتی - مگر صفت رب نے موقعہ پر مرزا صاحب کو قرآنی فہم کے چپوؤن کے ساتھہ وقت پر مجدد یا نوح کی طرح بناکر بھیجا - اور اس مخصوصہ قوم کی یون نگرانی کی - اور اپنی ربوبیت کے اندر ہی اندر انکو رکھنا چاہا - مگر صفت ربّ نے اسی پر بس نہین کی بلکہ دوسرے اقوام کو بھی یہہ دکھا کر کہ دیکھو بچاؤ اور بے خوف وخطر اور اطمینان وہ یہی راہ ہے - اور اسی طرز پر چلنے سے انسان اپنی بدنی اور روحانی پرورشون سے بہرہ ور ہوکر ایام زندگی راحت سے بسر کر سکتا ہے ہر قسم کی تائیدون سے انکی مدد کی -

چونکہ صفت ربّ رسل اسلئے بھیجا کرتی ہے - کہ تا وہ انسانی فطرۃ کو طرح طرح کی نافرمانیون کے بدنتائج سے جو حرقتون اور قلقون اور اضطرابون سے مبدّل ہو کر اسے ہلاک کرنا چاہتے ہین چھوڑا ئین - اسلئے قوم نصاریٰ کی سوزشون اور حرقتون کی چارہ جوئی کے لئے جو کفارہ جیسے بیہودہ مسئلے کو اپنا آرام دہ تصور کئے تہے - مسیح بناکر مرزا صاحب کو بھیجا - اور اُن کی طبیعتون کو اس مقدس روح کی مختلف قسم کی تائیدون کے ذریعہ یون تحریک دلائی کہ تمہارا مسیح تو یہ ہے - اور غیر اقوام کے بھی دلونکی اصلاح بھی اسی طرح کی - کہ اپنی رات دن کی تائیدون سے یہہ کہلا دیا کہ تمہین اطمینان پذیر راحت وہ دل کبھی میسر نہین آئیگا جب تک کہ تم اُس طرح ہدایت نہین پاؤگے جسطرح کہ اس شخص نے مہدی بنکر تمہین دکھایا ہے +

یہہ قاعدہ ہے کہ جب تک انسان اُس شاخ کی طرح جو اپنی جڑھ والے پودے کے ساتھہ ہی تعلق رکھکر اپنی سرسبزی اور شادابی حاصل کر سکتی ہے اپنے رب سے پورا تعلق نہین رکھتا تب تک اسکی بدنی پرورش اور روحانی پرورش جو طرح طرح کی نافرمانیون اور خطاؤن کے وقت حُرقت قلب اور بے آرامی سے مبدّل ہو کر انسان کو تمام دنیا کے اسبابون اور سامانون سے عیش نہین اٹھانے دیتی - اسے پوری طرح حاصل نہین ہوتی - اور اس کی پرورش

ادھوری ہو جاتی ہے - اسلئے وقت جبکہ مادی اور اسباب کو اپنا ربّ بنایا جاتا ہے - اور اُن کی سچے آرام کی اُمید کی جاتی ہے - تو ربوبیت الٰہی اپنے رحیمانہ جوش سے اپنے مرسل بھیجکر مخلوقات کو وہ راہین دکھاتی ہے جن سے وہ اپنی روحانی پرورش کے لئے باریک راہین سیکھتے ہین اور اسطرح وہ خوف وحزن سے ایک طرف ہو کر اطمینان قلب حاصل کیا کرتے ہین اور ولمن خاف مقام ربه جنتن کے مصداق بن جاتے ہین ورنہ ہم دیکھتے ہین کہ جب تک رسول آکر نفس مطمئنہ نفوس مین تیار نہین کرواتے - تب تک انسان چاہے بظاہر کتنے ہی اسباب آرام رکھتا ہو اسے چین و آرام نہین آتا - لہذا ایسے وقت جبکہ کفارہ جیسے گندی مسئلے نے دلون کو گندہ کرنا چاہا تہا اور اُن راہون کو جن سے انسان آرام سے اپنے رحیم رب کی ربوبیت سے بے خوف وخطر پرورش پا سکتا ہے - اپنے ہر ایک قسم کے دجل سے ملیامیٹ کرنا چاہا تو ربّ رحیم نے اپنے ہی کرم سے اس گندے مسئلے کے بدنتائج سے جنہون نے دلون کو سیاہ کر دینا تہا اور پھر عذاب الٰہی اُنپر برسنا تہا اس وجود کو مسیح موعود بناکر پوری مماثلت سے بھیجا - اسوقت مین پھر سورۃ الفاتحہ کے باقی حصہ کی طرف عود کرکے کچھہ ذکر کر دینا مناسب سمجھتا ہون کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ دُعا اسلئے عطا کی کہ تا یہہ روحانی ضرورتون کو پورا کرنیکے لئے ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتے رہین اور اھدنا الصراط المستقیم بار بار کہکر یہہ التجا کرین کہ یا الٰہ العالمین وہ راہ ہمین دکھا جو منعمین کو تو نے عطا کی اور ضالین اور مغضوبین کی راہ سے ہمین ہٹائے رکھہ +

ان آیات پر بھی ذرا غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنے ہجنسون مین ویسے ہی نمونے کا نمونہ دیکھکر کبھی ترقی نہین کر سکتا - جب تک اسکے پاس ایک نہ ایک شخص روح القدس کی تائید پاکر زندہ طاقتین اپنے اندر نہ رکھتا ہو - تو گویا خدا تعالیٰ نے اس امت کو یہہ دعا کم ازکم پانچ وقت مانگنے کا حکم دیا امین ہمیشہ ایسے شخص انہین کے الحاح اور زاری کی وجہ سے آتے رہین جو منعمین ہون - اور ان مین عمدہ تربیت سے نفس مطمئنہ تیار کرواتے رہین - اور انکو اسطرح نہ چھوڑ دیا جائے جس طرح کہ مغضوبین اور ضالّین رات دن اطمینان حاصل نہین کرتے اور اُنکی حرصین بڑھکر اُنہین جلاتی رہتی ہین - جیسا کہ باریتعالیٰ سورۃ التوبہ مین فرماتا ہے - کہ ولا تعجبك اموالهم و اولادهم انما يريد الله ان يعذبهم بها في الدنيا وتزهق انفسهم وهم كافرون -

تو پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ آجکل جبکہ مغضوبین اور ضالین بڑھتے جاتے تھے اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس زمانہ کے خاص خاص علامات بتا دیئے تھے اور اس زمانہ کے علماء کے حق میں بڑی مذمت کی تھی اور عام لوگ تو ایک طرف بلکہ مسلمان کہلا کر بھی ضالین اور مغضوبین میں رات دن مل رہے تھے اور انکے گندے علوم اور عجیب عجیب قسم کے دجلوں نے انکو بھی ضال او مغضوب بنا دینا چاہا تھا اور انہیں انکی اولاد اور تکاثر اموال کی خواہش طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کر رہی تھی ان میں ایک منعم علیہ نہ بھیجا جاتا۔ میری دانست میں اس سورۃ فاتحہ کا سیاق صاف بتا رہا ہے کہ اُمت محمدیہ میں جسکو یہ دعا سکھائی گئی ہے ہمیشہ ہمیشہ مجدد اور مہدی آتے رہیں گے تو کیا وجہ ہے کہ آجکل ہی جبکہ ہر ایک روح ہلاک ہوا چاہتی تھی اور الٰہی کتاب کا کوئی محافظ منجاب اللہ نہیں رہا تھا اور اِنّا نحن نزّلنا الذکر و انا لہ لحافظون باطل ہوا چاہتا تھا۔ اور قرآن شریف پر لوگ ہنسی اُڑاتا تھا اور خود اس کتاب کے وارث اِسے پس پشت پھینک چکے تھے ایک محافظ نہ آتا۔

میں اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے دل میں اسلامی محبت کبھی سرائیت نہ کرتی اور میں کبھی اپنی جوانی کے عالم میں عمدہ روزگار چھوڑ کر اسلام میں داخل نہ ہوتا اگر مرزا صاحب کا مقدس وجود زندہ نمونہ اسلام کی صداقت کے لئے اپنے اندر نہ رکھتا ہوتا۔ کیا وہ مولوی جو یہودیوں کیطرح اعلےٰ درجہ کے بد اخلاق بن رہے تھے اور زندہ نمونہ اپنے اندر نہ رکھتے تھے۔ مجھے یا میرے بھائی فضل حق کو اسلام کیطرف منادی کر سکتے اور کیا ہم اپنے مردہ مذہب سے پھر مردہ مذہب میں آجاتے۔ فقط دعووں پر اگر صداقت کا مدار ہے تو پھر تو سکھوں کی کتابوں میں بھی تھوڑی سی لاف زنی اور گپ زنی نہیں۔ اِن جھوٹے ملاؤں کی بد اخلاقی کی حد تو خدا تعالےٰ ہی خوب جانتا ہے جس نے شر الخلائق کے نام سے انہیں رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی موسوم کیا۔ مگر میں نے بھی ایکدفعہ ایک مسجد کے خونخوار مُلّاں سے عجیب قسم کی دلشکنی حاصل کی۔ میں اور منشی جلال الدین صاحب کے دو لڑکے ایک دفعہ بارش سے پناہ لینے کیلئے جبکہ انسان اپنے بچاؤ کیلئے مضطر ہوا کرتا ہے۔ ایک مسجد میں گھسنے لگے تو ایک صاحب مسجد اندر سے بولے کہ کہاں اس کافر کو ساتھ لئے آتے ہو آخر کار وہ بیچارے بھی میری خاطر ایک درخت کے تلے پناہ گزین ہوئے۔ خدا کا شکر جس نے میری دلشکنی کی قدر کی کہ میں اُسی حالت میں ایک دفعہ قادیان میں بھی حضرت اقدس کے پاس آیا جو میرے دکھے مسیح تھے اور آپ نے علاوہ اور احسانوں کے جو مجھپر کئے اپنی مسجد میں بٹھا کر اپنے دست مبارک پر جو ید اللہ کہنا بجا ہے بیعت کرائی۔ وہ لذت اور ذوق جو مجھے اُسوقت حاصل ہوا اُس نے جلدی کفر سے مجھے نکالا اور اس سے زیادہ مسیح میرے نزدیک کیا کریگا مجھ مردہ کو تو جلا دیا۔ اگر آجکل کسی کو مسیح کی ضرورت نہیں تو مجھے تو ضرورت تھی۔

راقم

عبدالرحیم از قادیان حضور کا خادم

قومی ضروریات قابل توجہ قوم

(۱) لنگر خانہ کی ضروریات

ساری ضرورتوں سے بڑھ کر لنگر خانہ کی ضرورت ہے لنگر خانہ آجکل کمی روپیہ کے باعث حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوقات گرامی میں تشویش کا باعث ہو رہا ہے لنگر خانہ کے اخراجات ڈیڑھ ہزار روپیہ سے تو کسی صورت میں کم نہیں ہیں اور بعض دنوں میں یہہ خرچ دو دو اڑھائی اڑھائی ہزار روپیہ تک پہونچتا ہے۔ اسواسطے حضرت اقدس کے اوقات گرامی کو ایسی تشویشوں سے بچانیکے واسطے ضروری ہے کہ قوم بڑی سرگرمی کے ساتھ اسکے انتظام کی فکر کرے۔ لنگر خانہ کی ضرورتیں یقیناً یقیناً ہر روز بڑھیں گی اسلئے کہ خدا تعالےٰ کی پاک وحی

یاتون من کل فج عمیق

بتا رہی ہے کہ دور دراز ممالک اور شہروں سے لوگ آئیں گے اور اب جبکہ اس پیشگوئی کی تجدید ہوئی ہے پھر خدا کے مرسل پر یہہ وحی ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی زور کے ساتھ لنگر خانہ کی ضروریات بڑھنے والی ہیں۔ اور دوسری طرف اس پیشگوئی کا ایک جزو وسع مکانک کا بھی ہے یعنے وسعت مکانات مہمانوں کے لئے مہمان خانوں اور دیگر لوازمات رہائش کے سامان بہم پہونچانے لازمی امر ہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ چونکہ یہہ اللہ تعالےٰ کے وعدے ہیں ضرور پورے ہونگے۔ ان آنیوالے مہمانوں کے لئے ہر قسم کے سامان اور وسعت مکانات کے اسباب ضرور ضرور پیدا ہونگے مگر مبارک ہونگے وہ لوگ جنکو ان میں حصہ ملیگا۔ یعنے جو ان اخراجات میں حصہ لیں گے۔ اسلئے وہ قوم جو خدا تعالےٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کو مشاہدہ کرتی اور ایمان لاتی ہے میں اسے توجہ دلاتا ہوں کہ وہ مہمان خانہ اور لنگر خانہ کی ضروریات کو مدنظر رکھکر ایسا انتظام کریں کہ تین ہزار روپیہ ماہوار ان اخراجات کیلئے مستقل چندوں کے ذریعہ بہم پہونچایا جاوے جو ہر مہینہ کی پہلی تاریخ تک پہونچ جانا چاہیئے۔ اس میں شک نہیں کہ آج اس قوم پر چندوں کا بہت بڑا بوجھ ہے لیکن اگر ہر احمدی ایک ایک روپیہ فی کس بھی دیوے تو لاکھوں جمع ہو سکتے ہیں کوشش کر دیکھ لو کچھ نہیں اور یہہ کام تو آخر ہو کر رہیں گے۔

دریاب گر عاقلے لبِ تاب گر صاحبدلے
شاید کہ نتوان یافتن دیگر چنین ایام را

(۲) مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

تعلیم الاسلام کیا پیارا نام ہے جسپر ہر مسلمان کو قربان ہو جانا چاہئے۔ تعلیم الاسلام سکول کی عظمت اور ضرورت مخالف الرائے لوگوں کی سمجھ میں آسکے یا نہ لیکن احمدی خوب سمجھتے ہیں کہ وہ سکول جو خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اغراض و مقاصد کے ماتحت کھولا گیا ہے وہ اسلام اور اہل اسلام کے لئے کسقدر مفید اور ضروری ہے۔ مسلمان بچوں کو دیندار مسلمان بنانے اور اہل زمانہ کے بد اثروں سے محفوظ رکھنے کے لئے یہہ سکول بطور حصن ہے اور تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ بچے جو اس سکول میں داخل ہوئے انہوں نے روحانی طور پر کس قدر فائدہ اس سکول سے اُٹھایا ہے لیکن اس سکول کے قیام و بقا کے لئے مالی مشکلات بدستور چلی جا رہی ہیں ہر چند احمدی قوم کے ایثار اور بذل مال نے خدا تعالےٰ کے فضل و کرم کو ساتھ لیکر ہر وقت اس سکول کی دستگیری کی ہے مگر سکول کی آئے دن کی ضرورتوں کی وسعت ہر روز قوم کے سامنے دست سوال دراز کرنے پر مجبور کرتی ہے اور قریبًا ایسا ہی تمام قومی ضرورتوں کا حال ہے میری اپنی رائے تو یہہ ہے کہ قوم ہر وقت چندہ دینے کو آمادہ اور طیار رہے اور دیتی بھی ہے لیکن چونکہ وہ چندہ کسی اصول اور ترتیب سے نہیں لیا جاتا اسوجہ سے ضرورتیں بدستور ھل من مزید پکارتی رہتی ہیں۔ اور کالج کا تو یہ حال ہے کہ ابھی قطرہ شد دریا نے بھی نہیں تاہم میں اور سرپرستان کالج و سکول اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے نا امید نہیں ہم سب یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے کچھ ایسے اسباب پیدا کر دیگا کہ یہ سکول اور کالج اپنے آپ نمونہ ہونگے اور قوموں کی ھدایت اور رہنمائی کے لئے یہی یونیورسٹی ہوگی (انشاء اللہ العزیز) ہاں تو وہ معمولی چندہ میں بے اصولاپن کیا ہے؟

میری رائے ہے کہ تمام احمدی اس چندہ میں شریک نہیں ہوتے اور انہیں نہیں کیا جاتا صرف ایک محدود تعداد ہے جو بار بار کیا جب چاہو لبیک کہہ کر حاضر ہو جاتے ہیں۔ اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہیئے کہ لوگ چندہ دینے کو رضامند نہیں ہیں بلکہ ایک کثیر جماعت ایسی ہے جسکو معلوم ہی نہیں کہ دار الامان میں وہ کونسی ضرورتیں ہیں جنکے لئے چندہ دینا چاہیئے کوئی انکو بتاتا ہی نہیں اور ان تک ایسی تحریکوں کے نہ جانے کی وجہ یہ ہے کہ ایسے تمام اشخاص کا کوئی باضابطہ رجسٹر موجود نہیں ہے اور وہ اخبارات سلسلہ کو خرید نہیں کرتے جنکے ذریعہ انہیں ایسی اطلاعیں ملتی رہیں۔ اگر ہر ایک احمدی چندہ میں شریک ہو جاوے خواہ بچہ ہو یا بوڑھا عورت ہو یا مرد تو ایک ہی دن میں کالج طیار ہو سکتا ہے۔

خیر بات دور چلی گئی اسوقت میرا منشا یہ ہے کہ سکول کو مالی مشکلات سے نجات دینے کے لئے یہہ ضروری امر ہے کہ کم از کم ایک ہزار روپیہ ہر وقت اسکے ریزرو فنڈ میں جمع رہے اور کم از کم پانچسو روپیہ ماہوار چندہ مستقل آتا رہے۔ اور یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے مستقل فنڈ میں تو اگر ایک ہزار آدمی ایک ایک روپیہ ہی دیدیں تو جمع ہو سکتا ہے اور ایسا ہی ماہوار چندوں کے لئے لوگوں کو آمادہ کریں۔

میں الحکم کے ایک ہزار خریداروں سے اپیل کرتا ہوں کہ کیا وہ اس فخر کو حاصل کرنا نہیں چاہتے کہ سکول کے ریزرو فنڈ میں سارا روپیہ انکا ہی ہو۔ کیا کوئی ہے جو میری آواز سنے؟

(۳) کالج کے لئے آنہ فنڈ

ایک ہی اخبار میں مختلف چندے کی تحریکیں شاید دنیا دار کی نظر میں نامناسب ہوں لیکن جبکہ ایک ہی قوم سے لینا ہے اور قوم کا اپنا ہی کام اور اسکی مختلف ضرورتیں ہیں اور کسی کو چاہیئے کہ اسے ان ضرورتوں سے مجھے آگاہ ہی کرنا ہے تو میرے نزدیک یہہ بالکل مناسب اور موزوں امر ہے کہ ساری تحریکیں ایک ہی مرتبہ ہوں تاکہ قوم میں اور بھی زیادہ احساس اپنے فرض شناسی کا پیدا ہو۔ کالج فنڈ کی تحریک عام ہو رہی ہے۔

جس جس قسم کے خطوط کالج کے آنہ فنڈ اور کالج کی ضروریات کے متعلق آ رہے ہیں میں انشاء اللہ ان میں سے بعض اگلی اشاعت میں درج کرونگا۔

ہر شخص اپنا قومی فرض سمجھے کہ وہ آنہ فنڈ کے لئے تحریک کرے اور جو کچھ اس سے ہو سکے جمع کر کے ایڈیٹر الحکم کے نام بھیجدے۔ جو اپنے کاغذات میں اندراج کے بعد حکیم الامۃ کے پاس جمع کرا کر الحکم میں رسید دیگا جس شخص کی رسید درج نہ ہو وہ براہ کرم

سے درخشم چون قمر تابم چو قرص آفتاب — کہ رحیم زمان و ...
منم مسیح زمان و منم کلیم خدا — منم محمد و احمد کہ مجتبے باشد
بعلم و فضل و کرامت کسے بما نرسد — کجا ست آنکہ زار باب دعا باشد
ازاں قفس پریدیم برون کہ دنیا نام — کنون بکنگرۂ عرش جائے ما باشد
مرا بگلشن رضوان حق شدست گذر — مقام من چمن قدس و اصطفا باشد
بروئے یار کہ ہرگز نہ رستے خواہیم — بگرما عنایت اسلام مدعا باشد
سیاہ باد رخ بخت من اگر بدلم — دگر غرض بجز از یار آشنا باشد
نیامدم زپئے جنگ و کارزار و جہاد — غرض ز آمدنم درس اتقا باشد
رہ خلاص کجا باشد آن سیہ دل را — کہ با چنیں دل من در پئے ایذا باشد
چو سیل دیدۂ ما ہیچ سیل و طوفان نیست — بترس زیں کہ چنیں سیل پیش پا باشد
ز آہ زمرہ ابدال حق بما دست ترسید — علی الخصوص اگر آہ میرزا باشد
بہرزہ طالب آن مہدی و مسیح مباش — کہ کار شان ہمہ خونریزی و دغا باشد
عزیز من رہ تائید دین دگر راہے ہست — نہ اینکہ تیغ براری اگر با باشد
زمین مردہ بود بے خواست علیکا انفاس — زوعظ بے عملان خود اثر کجا باشد
کشادہ اند در فضل گر کنون نائی — زنا مساعدت بخت نارسا باشد

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳ - لقد قرأنا فی بعض جرائد انگلیزیہ انہم اکتشفوا مسقط راسہ علی تخوم نیپال فی بقعۃ نصب فیہا الامبراطور اسوکا عمودا فی القرن الثالث قبل المیلاد لتعیین موطنہ واطلال تلک المدینۃ الان خرایب من القرمیہ قد تکاثفت بینہا الاشجار الباسقۃ فتالفت منہا الغابات الغفلۃ والمظنون ان المدینۃ المشار الیہا خربت قبل وفات بودھا

ؔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ درباب بروز فرمودہ اند۔ بروز روح در روح حی یا میت در اصل از خواص حقیقۃ الحقائق تعالی و تقدس است و چوں نسبت او تعالی با مخلوقات نزد ایشاں نسبت ظاہر بمظاہر و قیومیت است مد مخلوقات نیز ایں نوع تصرف ثابت است اگر صدور ایں نوع تصرف در بعض مخلوقات کہ ملائکہ و جنیان باشند عادی و مسطور است و در بعضے دیگر مخلوقات کہ ارواح بنی آدم از خوارق عادت و در قصص الانبیا ازیں باب خبر بسیار منقول است و خود شیخ اکبر ازیں باب قدرے کافی روایت کردہ است بہ ف اشارہ بروز است۔

فتوی مسیح موعود در حرمت جہاد بسیف والسنان وتاکید جہاد بقلم والبرہان درین زمان

ؔ قال حضرت السید المسیح الموعود فی ممانعۃ الجہاد اعلموا ایہا المسلمون رحمکم اللہ الذی تولی الاسلام وکفل امورہ العظام جعل دینہ ہذا وصلۃ الی حکمہ وعلومہ ووضع المعاد فی ظاہرہ ومکتومہ فمن الحکم التی اودع ہذا الدین لیزید ہدی المہتدین ہو الجہاد الذی امر بہ فی صدر زمن الاسلام

و مناسبت جواہر او بجواہر او باشد و اردات ممثل بہ جبرئیل نازل کردہ میشوند پس ممثل حصول ایں امر فرحت میابد و خود را از فرود آمدگان مے پندارد و یقین تام میکند کہ او بقوم خود نازل شدہ فائز المرام گشت پس نے ماند او را ہیچ غم بعد ازاں و خوش وقت میشود این است راز فرود آمدن مسیح ابن مریم کہ دراں مردم اختلاف و جدال مے کنند۔

زمانہ اختراع اعتقاد تناسخ

ؔ سنت بروز و امثال از قدیم الایام از سنن مستمرہ ایزدی است و براہمہ ہنود از بروز بغلط فہمی خود اعتقاد تناسخ اختراع نمودہ اند و اختراع تناسخ بعد از زمانہ کرشن و بدھ شدہ است۔ شوربختان کتب منزلہ من اللہ را تحریف نمودہ دراں اعتقاد تناسخ و ہفوات خود داخل نمودہ اند حضرت کرشن و بدھ معتقد تناسخ نبودند زیرا کہ اگر ایشان معتقد تناسخ و قایل از لیت مادہ مے بودند در کتب شاں بعض مقامات مناقضۂ تناسخ و مخالف لوازم آن یافتہ نمے شدند مثلاً در بھاگوت گیتا در باب ہفتم عبارت الہامیہ آمدہ است من چشمۂ تمام کائنات ہستم + ہیچ از من بالاتر و بزرگتر نیست + اے پسر پرتھا بداں کہ من تخم تمام موجودات ہستم +

فرق درمیان بروز و تناسخ

پس اینجا آریہ بجانہ خود غور کنند کہ ایں مقامات گیتا چہ قدر از اعتقادات شاں مخالف افتادہ اند۔ درمیان تناسخ و بروز فرقے است بعید مثل کفر و اسلام۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ بروز محض تشبہ اوصاف و اخلاق و تناسب جواہر طبیعت احدے بدیگرے و بباعث تناسب جاذبہ روحانیت احدے بدیگرے می باشد۔ و اعتقاد تناسخ انتقال روح احدے بجسم دیگرے قرار دادن است پس بروز صحیح و ممکن الوقوع بلکہ عام در مخلوقات ایزدی دائر و سائر مے باشد و اعتقاد تناسخ غلط و نا ممکن الوقوع است و اعتقاد آن سراسر الحاد و کفر است معتقد تناسخ اگرچہ بزبان قایل خدا مے باشد از روئے اعتقاد و لوازم آن دہریہ ثابت مے شود فنعوذ باللہ من ہفوات الجاہلین والفساد۔ معتقدان تناسخ کہ ادعائے اتباع تعلیم کرشن و بدھ میکنند حال شاں مثل نصاری و یہود است بقولہ وقالت النصاری المسیح ابن اللہ۔ وقالت الیہود عزیر ابن اللہ۔ این تمام اقوام سالفہ از صراط مستقیم برگشتہ اند و اعتقادات نوتراشیدہ خود را نسبت بتعالیم انبیائے ایزدی میکنند۔ از اولاد قاطعہ و حجج ساطعہ مبرہن شدہ است کہ رامچندر و کرشن و بدھ از عباد صالحین بودہ اند اما در تعیین زمانۂ شاں اختلاف است زیرا کہ اہل ہنود در فن تاریخ خیلے سست و کاہل بودند لہذا اثبات تعیین تاریخ شاں امرے است مستبعد و ہر کسے بظن غالب و قرائن و تجربۂ خود چیزے دریں باب گفتہ است و محققان در حال تقدم و تاخر ہر سہ بزرگان مزبور اختلافے است ترف ازینجا است کہ یکے از یوادر جرمن مسمی ڈاکٹر سورین سرد محققاں دیگر قسوس دیار مغربیہ با سفار مدونۂ خود زمانۂ تصنیف بھاگوت گیتا کہ در و احوال کرشن علیہ السلام مذکور است و با قرب العہد او نوشتہ شد بجہت گستردن دام تزویر و جالبیت خود از برائے اثبات ماخذ فقرات و جملات بھاگوت گیتا از اناجیل بعد از زمانہ مسیح بقرن سوم عیسوی قرار دادہ اند ما بریں اعتبارے نیست زیرا کہ ایں دجالیت قسوس در ہر جا اظہر من الشمس گردیدہ است۔ فقرات الہامیہ الٰہیہ کہ بر انبیاء و اولیاء نازل مے شوند اکثر متحد المعنی الب و المفاہیم و متقارب المعنی مے باشند زیرا کہ منبع شاں یکے مے باشد چنانچہ در اناجیل موجود بعض جملات الہامیہ از دست برد طوفان بے تمیزی پوادر باقی ماندہ اند مماثل بر نسخے از جملات الہامیہ الٰہیہ در بھاگوت گیتا از دستبرد پوادر باقی ہست از انجا است کہ بعض جملات بھاگوت گیتا بعض جملات اناجیل متحد المعنی اند پوادر آن فقرات را ماخوذ از اناجیل قرار مے دہند اف لکم و لما تقیدون

پس دعوے حضرت امام الزمان علیہ السلام برحق و بعثت او منکشف حقیقت نزول مسیح است

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹ - اکثر حصص کتب مزبورہ از دست دجالین مسخ گردیدہ و شناخت فقرات منزل من اللہ منعسر شدہ است زیرا کہ بر حال اصل خود نماندہ اند و بحالت کذائے این کتب را الہامیہ گفتن سے شود و نتوان بکتب المنزلۃ من اللہ لا بتحریفات الدجالین۔ فضیلت محفوظیت محض قرآن کریم راست کہ خدا تعالیٰ سے فرماید انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ زیادہ از عرصہ سیزدہ صد سال روئے بانقضا آوردہ است از قرآن کریم یک حرف ہم پس و پیش نگردیدہ است چونکہ خداوند تعالیٰ را ہدایت جملہ اقوام عالم تا قیامت اکمل تعالیم قرآن کریم منظور بود لہذا کفالت حفظ قرآن کریم را بذمہ خود گرفت و کتب سابقہ مسخ و منسوخ گردیدند۔ و در حقیقت این اقتضائے رضائے ایزدی بود کہ بظہور آمد۔

زمانہ حضرت کرشن علیہ السلام

یکے از اہل ہنود مسمی کی لی تلانگ ساکن بمبئی نوشتہ است کہ زمانہ تصنیف بھاگوت گیتا چار صد سال پیش از حضرت مسیح بودہ است اما درین شکے نیست کہ حضرت کرشن علیہ السلام بزمانہ پانڈو و کورو بودہ اند و جنگیکہ مابین پانڈو و کورو واقع شدہ بود دران حضرت کرشن علیہ السلام موجود بودند و لیکن در تعیین تاریخ و زمانہ شان معتبر شکے نیست کہ چہ قدر عرصہ قبل از مسیح بودہ اند۔ وانچہ با بتدائے این کتاب ترتیب بعثت انبیائے ہند تحریر نمودہ ام بطور تخمینی است اغلب است کہ ازان برعکس بود اما در مامور و مصلح بودن شان شکے نیست و نہ انحصار انبیائے ہند درین است بلکہ عقل و قرائن و حالت امم ہند شاہد است کہ پیش از کرشن علیہ السلام ہم در ہند انبیا گذشتہ اند و زمانہ بدھ را بعد از زمانہ کرشن قرار مے دہند و میگویند کہ اگر بدھ از کرشن اول بودے ذکر بدھ در کتب کرشن وغیرہ مے آمد۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

زمانہ بعثت بدھ و حالات او

بعض مورخان فرنگستان زمانہ بدھ را قبل از میلاد پنج صد سال و بعضے سہ صد سال قبل از میلاد مسیح قرار دادہ اند۔ چنانچہ یکے از مورخین مصرے نویسد:- البوذ اہو موسس الدیانۃ البوذیۃ المنتشرۃ فی الصین والیابان و واضع شرائعھا نشأ فی الھند فی القرن الخامس قبل المیلاد وقد شک بعض العلماء فی حقیقتہ فحسبوہ شخصا وھمیا ولکن کتبہ وتعالیمہ تثبت حقیقۃ ولد فی اوائل القرن الخامس قبل المیلاد فی بینال من بلاد الھند بین جبال ھمالۃ الصغری و اواسط نھر رابتی فی الشرق الشمالی من بلاد الاودہ وعلی مایۃ میل علی الشمال من بنارس عند مصب نھر رحیم فی نھر رابتی حیث تکثر الامطار وتتعاظم السیول وکانت تسمی تلک البقاع بلاد الاقویا (ساکیاس) وکان والدہ من کبار الاغنیاء اصحاب الاملاک الواسعۃ ویسمی (سدھودانا) وکان بین نسائہ امرأۃ اسمھا مایا ولدت لہ غلاما سماہ سدھانا۔ وماتت وھو طفل صغیر فنشأ قوی البنیۃ فسموہ ساکیا ای القوی ثم مالبث ان ظھرت مواھبہ العقلیۃ فلقبوہ (ساکیا الحکیم) وسمی بعد ذالک بوذا - ای المستنیر وانہ لما بلغ الحادیۃ والعشرین من عمرہ مال الی الخلوۃ والتنسک فقص شعرہ ولبس ثوبا اصفر تقالیا ھجر الوطن والاھل واخذ یطوف البلاد زاھدا واشتھر من ذالک الحین باسم (نموتاما الناسک) وکان لخروجہ من وطنہ رنۃ حزن

ازینجا است کہ آن حضرت مے فرمائیند ؎

چون مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند	مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند
آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمین	این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰ - شدید بین اھلہ وذویہ فبکوہ وشقوا علیہ الجیوب وھو لا یالی ولا ھم علموا السبب الذین حملہ علی ذالک الھجر فقضی فی طوافہ نحو اسبع سنوات قرأ فی اثنائھا العلم علی اثنین من مشاھیر علماء الھند ثم ترک العلم قبل استیعابہ وشخص الی مملکۃ ماغادا حتی الی مدینۃ اورایلا فاقام فی غابۃ ھناک عدۃ سنوات فی الصدم وقھر النفس ینتظر ھبوط الوحی فابطاء علیہ وکان معہ خمسۃ نساک آخرون ملوا ملک المعیشۃ فترکوا الغابۃ وعادوا الی بلادھم اما ھو فما زال ثابتا حتی ھبط علیہ الوحی تحت الشجرۃ ھناک سماھا شجرۃ المعرفۃ فاصابتہ غیبوبات متوالیۃ تلقی فی اثنائھا اسرار القصص واسرارا اخری مقدسۃ وکان فی عزمہ الاکتفاء بما نالہ من السعادۃ ولم یخطر لہ السعی فی بث تعالیمہ ولکنہ التقی یوما ببرھمی جری لہ معہ جدال طویل فانکر الرجل علی بوذا انہ برھمی بناء علی ان مبادیہ الجدیدۃ تخالف دیانۃ البراھمۃ فاجابہ انہ برھمی حق وعول من ذالک الحین علی نشر تعالیمہ واصلاح دیانۃ البراھمۃ والسبب الحقیقی لقیامہ بالدعوۃ فمعقول اذ لا یقوم داع الی الخیر الا متی تکاثرت الشرور وکانت دیانۃ البراھمۃ فی زمن بوذا قد فسدت وانغمس اصحابھا فی الطمع والترف فقام یدعو الناس الفضایل ویحبب الیھم شظف العیش ویحثھم علی نبذ الدخل فی دینھم والتمسک بالاصل الثابت ومن قرأ تعالیمہ تحقیق جلیا انہ انما قام فی بادی الرای مصلحا لا شارعا وکان لقیامہ نفع عظیم للبراھمۃ انفسھم لانھم افاقوا من غفلتھم فاصلحوا ذات بینھم وباشر بوذا الدعوۃ فی بنارس فدعا اولا اصحابہ النساک الخمسۃ وعلمھم السبل المودی الی الراحۃ والمعرفۃ والنور والسعادۃ وجعل لذالک السبل ثمانیۃ منافذ توی الیہ وھی صدق الایمان وصدق العزیمۃ وصدق القول وصدق العمل وصدق التصرف وصدق الاجتھاد وصدق النیۃ وصدق التقشف ثم عاد بوذا الی اورلا حیث تلقی المعرفۃ ودعا جماعۃ من النساک کانوا یعتمون ھناک فلبوا الدعوۃ بعد معجزات اجراھا بین ایدیھم فکانوا لہ عونا فی نشر تعالیمہ ولم یکن فی بادی الرای یتجرء علی نشر دعوتہ فی غربی بلاد الھند لان البراھمۃ ھناک کانوا اشداء فاقتصر علی ممالک کوسالا وماغادا وماجاورھما مما لا یخرج عن بلاد الاودہ والبھار وکان الناس یفدون الیہ زرافات ووحدانا لسماع الدعوۃ فکان اذا اتاہ طالب قال لہ سر بالطھارۃ تنج من الشقاء توفی بوذا فی الثمانین من عمرہ بعد ان قضی فی نشر دعوتہ ۴۴ سنۃ واصبح بوذا ابتوالی الایام الھا یعبدونہ ولہ تماثیل عدیدۃ فی انحاء الصین والیابان وقد شاعت دیانتہ بالاکثر ھناک ویبلغ عدد اتباعہ الان نحو ۰۰۰۰۰ ۳۵۵ فی العالم

کلماتِ طیّبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

۳۰ مارچ ۱۹۰۵ء کو قبل ظہر حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے مولوی محمد ابراہیم صاحب کو حضرت اقدس حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پیش کیا مولوی صاحب موصوف نے حضرت مسیح موعود سے چند استفسار کئے آپ نے انکے جواب میں جو کچھ فرمایا وہ درج ذیل ہے

ایڈیٹر

سائل - اطمینان قلب کیونکر حاصل ہو سکتا ہے؟

حضرت اقدس - قرآن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کا ذکر ایسی شے ہے جو قلوب کو اطمینان عطا کرتا ہے جیسا کہ فرمایا الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب پس جہانتک ممکن ہو ذکر الٰہی کرتا رہے اسی سے اطمینان حاصل ہوگا ہان اسکے واسطے صبر اور محنت درکار ہے - اگر گھبرا جاتا اور تھک جاتا ہے تو پھر یہ اطمینان نصیب نہیں ہو سکتا - دیکھو ایک کسان کس طرح پر محنت کرتا ہے اور پھر کس صبر اور حوصلہ کے ساتھ باہر اپنا غلّہ بکھیر آتا ہے بظاہر دیکھنے والے یہی کہتے ہین کہ اس نے دانے ضائع کر دئے لیکن ایک وقت آجاتا ہے کہ وہ ان بکھیرے ہوئے دانون سے ایک خرمن جمع کرتا ہے - وہ اللہ تعالےٰ پر حسن ظن رکھتا ہے اور صبر کرتا ہے اسی طرح پر مومن جب اللہ تعالےٰ کے ساتھ ایک تعلق پیدا کرکے استقامت اور صبر کا نمونہ دکھاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے اسپر مہربانی کرتا ہے اور اسے وہ ذوق شوق اور معرفت عطا کرتا ہے جسکا وہ طالب ہوتا ہے -

یہہ بڑی غلطی ہے جو لوگ کوشش اور سعی تو کرتے نہین اور پھر چاہتے ہین کہ ہمین ذوق شوق اور معرفت اور اطمینان قلب حاصل ہو - جبکہ دنیوی اور سفلی امور کے لئے محنت اور صبر کی ضرورت ہے تو پھر خدا تعالےٰ کو پھونک مار کر کیسے پا سکتا ہے - دنیا کے مصائب اور مشکلات سے کبھی گھبرانا نہین چاہئے - اس راہ مین مشکلات کا آنا ضروری ہے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مصائب کا سلسلہ دیکھو کسقدر لمبا تھا - تیرہ سال تک مخالفون سے دکھ اٹھاتے رہے مکّہ والون کے دکھ اٹھاتے اٹھاتے طائف گئے تو وہان سے پتھر کھا کر بھاگے - پھر اور کوئی شخص ہے جو ان مصائب کے سلسلہ سے الگ ہو کر خدا شناسی کی منزلون کو طے کرلے -

جو لوگ چاہتے ہین کہ ہمین کوئی محنت اور مشقت نکرنی پڑے وہ بیہودہ خیال کرتے ہین اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف مین صاف فرمایا ہے -

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی معرفت کے دروازون کے کھلنے کے لئے مجاہدہ کی ضرورت ہے اور وہ مجاہدہ اسی طریق پر ہو جسطرح کہ اللہ تعالےٰ نے بتایا ہے اسکے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اور اسوہ حسنہ ہے -

بہت سے لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو چھوڑ دیتے ہین اور پھر سبز پوش یا گیروے پوش فقیرون کی خدمت مین جاتے ہین کہ وہ پھونک مار کر کچھ بنا دین - یہہ بیہودہ بات ہے ایسے لوگ شرعی امور کی پابندیان نہین کرتے اور ایسے بیہودہ دعوے کرتے ہین وہ خطرناک گناہ کرتے ہین اور اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول سے بھی اپنے مراتب کو بڑھانا چاہتے ہین کیونکہ ہدایت دینا اللہ تعالےٰ کا فعل ہے اور وہ مشتِ خاک ہو کر خود ہدایت دینے کے مدعی ہوتے ہین -

اصل راہ اور گر خدا شناسی کا دعا ہے اور پھر صبر کے ساتھ دعاؤن مین لگا رہے - ایک پنجابی فقرہ ہے

منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا

حقیقت مین جب تک انسان دعاؤن مین اپنے آپکو اس حالت تک نہین پہونچا لیتا کہ گویا اسپر موت وارد ہو جاوے اسوقت تک باب رحمت نہین کھلتا - خدا تعالےٰ مین زندگی ایک موت کو چاہتی ہے جب تک انسان اس تنگ دروازہ سے داخل نہو کچھ نہین - خدا جوئی کی راہ مین لفظ پرستی سے کچھ نہین بنتا بلکہ یہان حقیقت سے کام لینا چاہئے - جب طلب صادق ہوگی تو مین یقین رکھتا ہون کہ اللہ تعالےٰ اسے محروم نکریگا -

سائل - استقامت بھی تو ملنی چاہئے - ؟

حضرت اقدس - ہان یہ سچ ہے کہ استقامت ہونی چاہئے اور یہ استقامت بھی اللہ تعالےٰ کے فضل اور کرم ہی سے ملتی ہے - ایک ادنےٰ درجہ کا فقیر بھی ایک بخیل سے بخیل ... انسان کے دروازے پر جب دھرنا مارتا ہے تو کچھ نہ کچھ لیکر ہی اٹھتا ہے پھر اللہ تعالیٰ تو کریم رحیم خدا ہے یہہ ناممکن ہے کہ کوئی اسکے دروازہ پر گرے اور خالی اٹھے - اگر چاہتے ہو کہ ساری مرادین پوری ہو جاوین تو یہ تو اسکے ہی فضل سے ہونگی بعض اوقات انسان کو یہہ بھی دھوکا لگتا ہے کہ فلان مراد پوری نہین ہوئی - حالانکہ بات یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالےٰ احتیاج سے ہی انسان کو بری کر دیتا ہے لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کا گذر ایک فقیر پر ہوا جسکے پاس صرف ستر پوشی کو چھوٹا سا پارچہ تھا - مگر وہ بہت خوش تھا - بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تو اسقدر خوش کیون ہے؟ فقیر نے جواب دیا کہ جس کی ساری ہی مرادین پوری ہو جاوین وہ خوش نہو تو اور کون ہو - بادشاہ کو بڑی حیرانی ہوئی - اسنے پوچھا کہ کیا تیری ساری مرادین پوری ہوگئی ہین فقیر نے کہا کہ کوئی مراد ہی نہین رہی -

حقیقت مین حصول دو ہی قسم کا ہوتا ہے یا پالے یا ترک - غرض بات یہی ہے کہ خدا یابی اور خدا شناسی کے لئے ضروری امر یہی ہے کہ انسان دعاؤن مین لگا رہے - زنانہ حالت اور بزدلی سے کچھ نہین ہوتا اس راہ مین مردانہ قدم اٹھانا چاہئے - ہر قسم کی تکلیفون کے برداشت کرنے کو طیار ہونا چاہئے - خدا تعالےٰ کو مقدم کرے اور گھبرائے نہین پھر امید کیجاتی ہے کہ اللہ تعالےٰ کا فضل دستگیری کریگا اور اطمینان عطا فرمائیگا - ان باتون کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان تزکیہ نفس کرے جیسا کہ فرمایا ہے قد افلح من زکّٰھا

سائل - دعا جبتک دل سے نہ اٹھے کیا فائدہ ہوگا؟

حضرت اقدس - مین اسی لئے تو کہتا ہون کہ صبر کرنا چاہئے - اور اس سے گھبرانا نہین چاہئے - خواہ دل چاہے یا نہ چاہے کشان کشان مسجد مین لے آؤ - کسی نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ مین نماز پڑھتا ہون مگر وساوس رہتے ہین اسنے کہا کہ تو نے ایک حصہ پر تو قبضہ کر لیا دوسرا بھی حاصل ہو جائیگا -

نماز پڑھنا بھی تو ایک فعل ہے اسپر مداومت کرنے سے دوسرا بھی انشاء اللہ مل جائیگا - اصل بات یہ ہے کہ ایک فعل انسان کا ہوتا ہے اسپر نتیجہ مرتب کرنا ایک دوسرا فعل ہوتا ہے جو اللہ تعالےٰ کا فعل ہے سعی کرنا مجاہدہ کرنا یہہ تو انسان کا اپنا فعل ہے اسپر پاک کرنا استقامت بخشنا یہہ اللہ تعالےٰ کا فعل ہے -

بھلا جو شخص جلدی کریگا کیا؟ کیا اس طریق پر وہ جلد کامیاب ہو جائیگا - یہہ جلد بازی انسان کو خراب کرتی ہے وہ دیکھتا ہے کہ دنیا کے کامون مین بھی اتنی جلدی کوئی امر نتیجہ خیز نہین ہوتا آخر اسپر کوئی وقت اور میعاد گذرتی ہے زمیندار بیج بوکر ایک عرصہ تک صبر کے ساتھ اسکا انتظار کرتا ہے بچہ بھی تو مہینے کے بعد پیدا ہوتا ہے - اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ پہلی ہی خلوت کے بعد بچہ پیدا ہو جاوے - تو لوگ اسے بے وقوف کہین گے یا نہین - ؟ پھر جب دنیوی امور مین قانون قدرت کو اسطرح پر دیکھتے ہو تو یہہ کیسی غلطی اور نادانی ہے کہ دینی امور مین انسان بلا محنت ومشقت کے کامیاب ہو جاوے - جسقدر اولیا - ابدال - مرسل ہوئے ہین انہون نے کبھی گھبراہٹ اور بزدلی اور بے صبری ظاہر نہین کی وہ جس طریق پر چلے ہین اسی راہ کو اختیار کرو اگر کچھ پانا ہے بغیر اس راہ کے تو کچھ مل نہین سکتا - اور مین یقیناً کہتا ہون اپنے تجربہ سے کہتا ہون کہ انبیاء علیہم السلام کو اطمینان جب نصیب ہوا ہے تو ادعونی استجب لکم پر عمل کرنے سے ہی ہوا ہے -

مجاہدات عجیب اکسیر ہین - سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے کیسے کیسے مجاہدات کئے ہندوستان مین جو کا برگذرے ہین جیسے معین الدین چشتی اور فرید الدین رحمہا اللہ انکے حالات پڑھو تو معلوم ہو کہ کیسے کیسے مجاہدات انکو کرنے پڑے ہین - مجاہدہ کے بغیر حقیقت کھلتی نہین -

جو لوگ کہتے ہین کہ فلان فقیر کے پاس گئے اور اسنے توجہ کی تو قلب جاری ہو گیا - یہہ کچھ بات نہین ایسے ہندو فقرا کے پاس بھی جاری ہوتے ہین - توجہ کچھ چیز نہین ہے یہہ ایک ایسا عمل ہے جسکے ساتھ تزکیہ نفس کی کوئی شرط نہین ہے نہ اس مین کفر واسلام کا کوئی امتیاز ہے انگریزون نے اس فن مین آجکل وہ کمال کیا ہے کہ کوئی دوسرا کیا کریگا - میرے نزدیک یہہ بدعات اور محدثات ہین -

شریعت کی اصل غرض تزکیہ نفس ہوتی ہے اور انبیاء علیہم السلام اسی مقصد کو لیکر آتے ہین اور وہ اپنے نمونہ اور اسوہ سے اس راہ کا پتہ دیتے ہین جو تزکیہ نفس کی حقیقی راہ ہے وہ چاہتے ہین اللہ تعالےٰ کی محبت دلون مین پیدا ہو - اور شرح صدر حاصل ہو -

مین بھی اسی منہاج نبوۃ پر آیا ہون پس اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ مین کسی ٹوٹکے سے قلب جاری کر سکتا ہون یہہ غلط ہے مین تو اپنی جماعت کو اسی راہ پر لیجانا چاہتا ہون جو ہمیشہ سے انبیاء علیہم السلام کی راہ ہے جو خدا تعالےٰ کی وحی کے ماتحت طیار ہوئی ہے - پاس انفاس وغیرہ کا ذکر ہماری کتابون مین آپ نہ پائین گے اور نہ اسکی ہم تعلیم دیتے ہین اور نہ ضرورت سمجھتے ہین - ہم تو یہی بتلاتے ہین کہ نمازین سنوار سنوار کر پڑھو اور دعاؤن مین لگے رہو -

سائل - حضور نمازین پڑھتے ہین مگر منہیات سے باز نہین رہتے اور اطمینان حاصل نہین ہوتا ہے!

حضرت اقدس - نمازون کے نتائج اور اثر تو تب پیدا ہون جب نمازون کو سمجھ کر پڑھو - بجز کلام الٰہی اور ادعیہ ماثورہ کے اپنی زبان مین بھی دعائیں کرو - اور پھر ساتھ ہی یہہ بھی یاد رکھو - یہی ایک امر ہے جسکی بار بار تاکید کرتا ہون کہ تھکو اور گھبراؤ نہین اگر استقلال اور صبر سے اس راہ کو اختیار کرو گے تو انشاء اللہ یقیناً ایک نہ ایک دن کامیاب ہو جاؤ گے - ہان یہ یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ ہی کو مقدم کرو - اور دین کو دنیا پر ترجیح دو - جب تک انسان اپنے اندر دنیا کا کوئی حصہ بھی پاتا ہے وہ یاد رکھے کہ ابھی وہ اس قابل نہین کہ دین کا نام بھی لے -

یہہ بھی ایک غلطی لوگون کو لگی ہوئی ہے کہ دنیا کے بغیر دین حاصل نہین ہوتا - انبیاء علیہم السلام جب دنیا مین آتے ہین کیا انہون نے دنیا کے لئے سعی اور مجاہدہ کیا ہے یا دین کے لئے -

اور باوجود اسکے کہ انکی ساری توجہ اور کوشش دین ہی کے لئے ہوتی ہے پھر کیا وہ دنیا مین نامراد رہے ہین؟ کبھی نہین - دنیا خود انکے قدمون پر آگرتی ہے - یہہ یقیناً سمجھو کہ انہون نے دنیا کو گویا طلاق دیدی تھی لیکن یہہ ایک